هفت روزه

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ
۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء

10/22

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ممانعت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْھَاکُمْ اِنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ فَمَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ رب العزت تم کو اس بات سے منع فرماتے ہیں کہ تم اپنے باپوں کی قسمیں کھاؤ۔ اور اگر قسم کھانا ضروری ہی ہو تم اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ ورنہ خاموش رہو (بخاری ومسلم)

وَعَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَۃِ فَلَیْسَ مِنَّا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص نے (اللہ تعالیٰ کے علاوہ صرف) امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے، حدیث صحیح ہے۔ ابو داؤد کے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فَھُوَ کَمَا قَالَ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا فَلَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْاِسْلَامِ سَالِمًا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ حلف اٹھائے کہ (اگر میں ایسا کام کروں تو) میں اسلام سے بیزار ہوں۔ سو اگر وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے۔ تو وہ ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ اس نے کہا۔ اور اگر سچّا ہے۔ تو اسلام میں صحیح وسالم واپس نہ آئے گا (ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ سَمِعَ رَجُلًا یَّقُوْلُ لَا وَالْکَعْبَۃِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا تَحْلِفْ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ کَفَرَ اَوْ اَشْرَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ قَوْلَہٗ کَفَرَ اَوْ اَشْرَکَ عَلَی التَّغْلِیْظِ کَمَا رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّیَآءُ شِرْکٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے نہیں کعبہ کی قسم! حضرت ابن عمرؓ نے اس سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی قسم نہ کھا اس لئے کہ میں نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے۔ آپ فرما رہے تھے۔ کہ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی۔ تو اس نے کفر کیا۔ یا آپ نے فرمایا۔ کہ اس نے شرک کیا (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اور کہا کہ حدیث حسن ہے) امام نودی فرماتے ہیں۔ کہ حدیث میں کفر اور شرک کرنے کو جو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد علماء نے معنی تنبیہ اور زجر کے لئے ہیں۔ جیسا کہ روایت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ریاء شرک ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَۃَ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاکٍ

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ الحارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنی قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا حق مارے۔ تو اللہ رب العزت نے اس کے لئے دوزخ کو واجب کر دیا۔ اور جنت اس پر حرام کر دی۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک لکڑی ہی کیوں نہ ہو (مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا ہے)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْکَبَآئِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں (۱) اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک بنانا (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا (۳) کسی نفس کو قتل کرنا۔ اور جھوٹی قسم کھانا (امام بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحَلْفُ مَنْفَقَۃٌ لِّلسِّلْعَۃِ مَمْحَقَۃٌ لِّلْکَسْبِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے۔ (فروخت کرنے کے وقت بہت قسم کھانے) سے سامان (کی فروختگی) کو فروغ ہوتا ہے۔ لیکن یہ چیز برکت اور کمائی کو مٹا دیتی ہے۔

(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّہٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ"

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپ فرما رہے تھے۔ کہ فروخت کرنے کے وقت زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو۔ کہ اس لئے کہ اولاً اس سے تجارت کو فروغ ہوتا ہے اور پھر تباہی ہی تباہی ہے۔ (مسلم)

نظام مصطفوی کا میں ایک عنصر ہوں
ہراس کس لئے ہو پھر کسی خلل سے مجھے
حدیث نے مجھے پہنچا دیا ہے قرآن تک
کہ ذوق علم میسر ہوا عمل سے مجھے

مولانا ظفر علی خان

هفت روزه

خدام الدین لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ
۱۱ روپے
ششماہی
۶ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲ رجمادی الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۹ راکتوبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۲۲

پنجاب یونیورسٹی کا افسوسناک کردار

خالد محمود

ہمارا ملک سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل کیا تھا کہ غیر مسلم اکثریت سے علیحدہ رہ کر ہم ایک آزاد اسلامی ریاست میں اسلامی تہذیب کی آبیاری کر سکیں، جہاں تعلیمات اسلام کو فروغ حاصل ہو اور کتاب و سنّت کے احکام کو ہر شعبۂ حیات میں سربلندی حاصل ہو اسلام کو عملی نمونہ میں دیکھنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دی گئیں۔ ہزاروں ماؤں کی گودیں خالی ہو گئیں، لاکھوں بچے یتیم ہو گئے۔ اور سینکڑوں دلہنوں کے سہاگ لٹے عصمتیں لٹیں، جانیں قربان ہوئیں اور عزیز و اقارب بچھڑ گئے اور اس آزاد اسلامی مملکت کے لئے تن، من اور دھن کی وہ عظیم قربانی دی گئی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ یہ سب کچھ کس لئے تھا؟ یہ کن جذبات کا عملی مظاہرہ تھا؟ اس کا جواب اس وقت کا یہی نعرہ ہے کہ مسلمان اسلامی تہذیب و ثقافت کے احیاء اور اپنے علیحدہ کلچر اور تمدن کے ابقا کے لئے ایک ایسے خطۂ زمین کے طلبگار تھے۔ جہاں قرآن و سنت کے مطابق حکومت ہو اور جہاں عوامی زندگی اسلامی کردار کی ترجمان ہو۔

اپنے ملک کے شہریوں کو اسلامی قدروں کا حامل بنانے اور اس کے لئے انہیں ذہنی نشو و نما دینے کی سب سے بڑی ذمہ داری ملک کے تعلیمی اداروں پر عائد ہوتی ہے۔ درس گاہیں ہی وہ تربیت گاہیں ہیں جہاں ملی تصوّرات اور قومی جذبات کے پھول کھلتے ہیں۔ ہمارے صوبے (مغربی پاکستان) کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ پنجاب یونیورسٹی ہے۔ جس کو صوبہ کی دوسری یونیورسٹیوں پر تاریخی اور عملی فوقیت حاصل ہے نظریۂ پاکستان اور اسلامی تصوّر حیات کو فروغ دینے کی سب سے زیادہ توقعات اسی ادارہ سے وابستہ تھیں۔ اور اب جب کہ پروفیسر حمید احمد خاں جیسے عمیق الفکر اور معاملہ فہم قومی دماغ وائس چانسلر کے عہدے پر فائز ہیں۔ عوامی نظریں ان توقعات کو واقعات میں بدلتے دیکھنے کی منتظر تھیں لیکن حیرانگی کی حد نہیں رہتی جب ہم پاکستان کے کثیر الاشاعت روزنامہ "پاکستان ٹائمز" کی یہ خبر نہایت دُکھے دل کے ساتھ پڑھتے ہیں:۔

"پنجاب یونیورسٹی کے تدریسی شعبہ میں تین لڑکیوں کو داخلہ دینے سے اس لئے انکار کر دیا گیا کہ وہ برقع پہنتی تھیں۔ ان میں سے دو لڑکیوں نے بی اے میں فرسٹ ڈویژن اور ایک نے انگریزی (جس میں انہیں داخلہ لینا مطلوب تھا) میں فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ اور انہوں نے داخلہ کا تحریری امتحان بھی پاس کر لیا تھا۔ بعد میں شعبہ انگریزی کے سٹاف نے ان کا انٹرویو لیا۔ جب کامیاب امیدواروں کے نام کی لسٹ شائع کی گئی تو ان کا نام اس میں نہ تھا۔ اس پر وہ صدر شعبہ (Head of the Department) کے پاس گئیں۔ تو صدر شعبہ نے ان کے بیان کے مطابق ان کو بتایا کہ ان کو داخلہ دینے میں سوائے پردہ کے اور کوئی چیز حائل نہ تھی۔"

(پاکستان ٹائمز ۲۵ ستمبر ۱۹۶۴ء)

یہ خبر ایک ایسے وقت میں شائع ہوئی ہے جب پورے ملک میں ہر جگہ بحثیں سنی جا رہی ہیں کہ اسلامی مملکت کے کلیدی سربراہوں کے لئے کیا شرائط ہیں؟ کیا عورت کسی کلیدی عہدے کی سربراہ ہو سکتی ہے؟ کیا اسلام عورت کو بحیثیت صدر مملکت تسلیم (Recognise) کرتا ہے یا نہیں؟ ان مباحث اور (Table talk) نے ایسی ملک گیر صورت اختیار کر رکھی ہے کہ ہر نو وارد یوں سمجھتا ہے جیسے پورا ملک اسلامی روایات کا آئینہ دار بن چکا ہو۔ ملک کے تمام معاملات کتاب و سنت کے مطابق ہی چل رہے ہوں۔ اور سماجی اور سیاسی امور سب اسلامی اصولوں کی ہی ترجمانی کر رہے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ پچھلے دو ہفتوں سے ہر جگہ اور ہر محفل میں اسلام ہی اسلام سنا جا رہا ہے۔ حقیقت شناس نگاہیں منتظر ہیں کہ اسلام "سنے جانے" سے آگے بڑھ کر "دیکھے جانے" کے قالب میں کب ڈھلتا ہے۔ یہی منتظر نگاہیں جب پاکستان ٹائمز کی مذکورہ بالا خبر دیکھتی ہیں تو ؎

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

اوپر کے طبقے کی اصولی روش اگر تہذیب اسلام کو اپنانا اور قوم کو ملّی ثقافت کی طرف لانا ہو تو اس شجر فکر کے برگ و بار ہر دائرہ حیات میں نظر آنے چاہئیں یہ کہاں کا تدبّر ہے کہ ایک مسئلے پر تو اسلام ہی اسلام کے نعرے لگ رہے ہوں اور دوسری طرف اسی وادی کی کئی دیواریں اسلامی روایات کے خون سے لت پت ہوں۔ ملک کے ہر شعبہ حیات اور ملّت کے ہر زاویہ فکر میں ایک مناسب تناسب لازمی ہے کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اسلام کا استقبال صرف اسی وقت ہوتا ہے۔ جب یہ اپنے پروگرام کی تکمیل میں معاون نظر آئے اور یہی روشن تعلیمات جب اپنے رستے میں آڑے آئیں تو بقائے دوام کے یہی مضمرات وہ قصۂ پارینہ بن جاتے ہیں جنہیں عصر حاضر کے دلدادہ مادہ پرست چودہ سو سال پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ اور پھر یہاں تک سنا جاتا ہے کہ پرانا اسلام ہمارے عصری رجحانات کا ساتھ نہیں دے سکتا وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے لائق احترام گورنر جناب نواب صاحب آف کالا باغ نے ابھی تک اپنی قومی تہذیب اور مشرقی روایات کا پورا تحفظ فرمایا ہے اور حسن اتفاق ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے موجودہ چانسلر آپ ہی ہیں ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں تحقیقات کا حکم صادر فرمایا جائے۔ اور مذکورہ بالا خبر اگر واقعی صحیح ہو تو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے خلاف نظریہ پاکستان کی مخالفت کرنے کے الزام میں مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے ہم اس بات کے بھی منتظر ہیں کہ دیکھئے پنجاب یونیورسٹی کا شعبہ اسلامیات اس سلسلہ میں کہاں تک اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔

مجلس ذکر:- ۲۴ر جمادی الاوّل ۱۳۸۴ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۶۴ء

مرتبہ:- خالد سلیم

تصوّف

ہی اخلاص اور نیکی کا جذبہ پیدا کرتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کریں جب نعمت چھن جاتی ہے پھر انسان بہت آہ و زاری کرتا ہے - پچھتاتا ہے اللہ تعالےٰ نے صحت وتندرستی دی ہے تو اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں - عبادت کو نہایت احسن طریقہ سے ادا کریں - دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہر نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین !

صحت وتندرستی ہوتے ہوئے انسان وقت کو یونہی ضائع کر دے تو یہ کفرانِ نعمت ہے - حضرت ؒ فرمایا کرتے تھے - یہ نہ کہو - کہ بڑے بڑے زمیندار، مالدار اللہ کے دربار میں عبادت کے لئے نہیں آتے بلکہ اللہ انہیں اپنے دربار میں خود نہیں بلاتے - وہ اللہ تعالےٰ کے ذکر اور عبادت کی نعمت سے محروم ہیں -

محترم حضرات ! ہمارا مجلس ذکر میں شامل ہو کر اللہ کی یاد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگ جائے اور غیر اللہ سے قطع تعلق ہو جائے - جو لمحہ غفلت میں بیت گیا وہ ضائع ہو گیا - آئندہ وقت کی قدر کریں حضرت ؒ فرمایا کرتے تھے کہ "جو دم غافل سو دم کافر" کسی وقت بھی ذکر اللہ سے غافل نہ رہیں - اللہ تعالےٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کریں - شکر کا صحیح مطلب یہ ہے - کہ آپ زبان سے بھی شکر ادا کریں - اور اس نعمت کو راہِ خدا میں خرچ بھی کریں - اگر دولت دی ہے تو زکوٰۃ و خیرات کریں - غریبوں مسکینوں کی امداد کریں - اگر صحت وتندرستی کے ساتھ وقت فارغ ہے تو اس وقت کو یاد الٰہی میں صرف کریں - غرض یہ کہ سارے معاملات میں سوچ بچار کر کے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہیں - کیونکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے اِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَاِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ - "اگر تم میرا شکر کرو گے تو البتہ ضرور میں زیادہ دوں گا - اور اگر تم کفرانِ نعمت کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے"

آج میں کچھ تصوّف کے متعلق معروضات پیش کرتا ہوں -

عبادت میں اخلاص اور نیکی کا جذبہ تصوّف ہی پیدا کرتا ہے - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ یا رسولؐ اللہ ! احسان کیا ہے ؟ تو آپؐ نے فرمایا - کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو - اگر یہ یقین پیدا نہ ہو سکے تو یہ سمجھو کہ اللہ تعالےٰ کی ذات مجھے دیکھ رہی ہے - اسی کو تصوّف کہتے ہیں - جب انسان کو یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات مجھے دیکھ رہی ہے - تو وہ اندھیرے میں بھی گناہ نہیں کرے گا - روزہ میں انسان اللہ تعالےٰ کے خوف سے کچھ کھاتا پیتا نہیں - اور یہی روزہ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے جب انسان حلال چیزوں کو ترک کر دیتا ہے تو وہ حرام کاموں کے نزدیک کبھی جائے گا ہی نہیں - اسی چیز کی رمضان المبارک کے مہینہ میں تربیت دی جاتی ہے - اللہ تعالےٰ کے حاضر ناظر ہونے کا کامل یقین انسان کو ڈکیتی، چوری ہر طرح کے ظلم و فریب اور دھوکہ بازی سے محفوظ رکھے گا - اس یقین کامل کو پیدا کرنے کا طریقہ کثرت سے ذکر اللہ کرنا اور نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنا ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مبارکہ میں قلب بالکل درست ہو جاتا تھا - سب روحانی امراض دور ہو جاتی تھیں - آج ہمیں اس کے لئے ہزاروں محنتیں اور ریاضتیں کرنا پڑیں گی -

تصوّف ہی کے ذریعے عبادت میں خلوص پیدا ہوتا ہے - خلوص کی ضد ہے ریا یعنی دکھاوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ مجھے اپنی امّت سے سب سے زیادہ خطرہ چھوٹے شرک کا ہے - صحابہ کرام رضؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ! شرک اصغر کیا ہے ؟ تو آپؐ نے فرمایا - ریا - (دکھاوا) یعنی نماز و ذکر اس نیّت سے کرے کہ لوگ مجھے نیک اور پرہیزگار سمجھیں - خیرات و صدقات اس لئے دے کہ لوگ مجھے سخی کہیں -

حضرات ! یاد رکھیں - جس عبادت میں اخلاص یعنی فقط رضا الٰہی مقصود نہ ہو گی - وہ عبادت منہ پر مار دی جائے گی - حضرت علیؓ تصوف کے متعلق فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا گویا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا - یعنی اپنے نفس کی حالت کو دیکھے کہ آیا یہ عبادت ذکر اور دوسرے نیک کام اللہ کو خوش کرنے کے لئے کرتا ہے یا غیر اللہ کو - اگر مقصود عبادت و ذکر ناموری اور شہرت ہے تو اللہ تعالےٰ کے ہاں مردود ہے - اور اگر یہ ساری عبادات، صدقات و خیرات فقط اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہیں تو اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول ہیں -

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عالم - سخی - قاری اور شہید کو لایا جائے گا - اور ان سے سوالات کرنے کے بعد انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا - وہ عرض کریں گے - کہ یا اللہ ! ہم نے تیری خاطر طرح طرح کے دُکھ اُٹھائے - مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں - لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا - تیری عبادت میں شاغل رہے اور تیری راہ میں اپنی جان کو قربان کیا - اور آج ہمیں اس کے بدلہ میں دوزخ میں پھینکا جا رہا ہے تو اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ ہم سے تمہارا کوئی عمل چھپا ہوا نہیں تھا ہم تو دلوں میں پیدا ہونے والے ارادوں اور سب بھیدوں کو خوب جانتے ہیں - تم نے علم اس لئے پڑھا اور پڑھایا تھا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں تم اپنی ناموری اور شہرت کی خاطر صدقات و خیرات اور زکوٰۃ ادا کرتے تھے - تم نے میری رضا کے لئے کچھ نہیں کیا تھا - اور تم نے قرآن مجید کو میری رضا کے لئے نہیں پڑھا تھا - بلکہ ناموری نمائش اور عزّت و شہرت حاصل کرنے کے لئے تلاوت کیا - اور تم نے اپنی جان کو میری راہ میں اس لئے قربان نہیں کیا تھا کہ تمہیں میری خوشنودی حاصل ہو بلکہ لوگوں میں بہادر اور دلیر بننے اور واہ وا حاصل کرنے کے لئے جان دی تھی - آج یہ تمہارے اعمال سب مردود ہیں کیونکہ تم نے یہ اعمال خالص میری رضا کے لئے نہیں کئے تھے - دنیا میں تمہاری واہ وا اور ناموری ہو گئی - سو آج جہنم کا مزا چکھو -

خطبہ جمعہ ۲۵ر جمادی الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

نماز

بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد، فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ٥

ترجمہ:۔ جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ بے شک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

قرآن کی تلاوت کرتے رہئے تاکہ دل مضبوط اور قوی رہے۔ تلاوت کا اجر و ثواب الگ حاصل ہو۔ اس کے معارف و حقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے دوسرے لوگ بھی سن کر اس کے مواعظ اور علوم و برکات سے منتفع ہوں۔ جو نہ مانیں ان پر خدا کی حجت تمام ہو اور دعوت و اصلاح کا فرض بحسن و خوبی انجام پاتا رہے۔ (دوسری چیز اقامت صلوٰۃ ہے جو بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے والی اور اخلاق سنوارنے والی ہے) نماز کا برائیوں سے روکنا دو معنی میں ہو سکتا ہے۔ ایک بطریق تسبب یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت و تاثیر یہ رکھی ہو کہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دے۔ جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے اس صورت میں یاد رکھنا چاہئے کہ دوا کے لئے ضروری نہیں کہ اس کی ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لئے کافی ہو جائے۔ بعض دوائیں خاص مقدار میں مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ اس وقت ان کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اس کی خاصیت کے منافی ہو۔ پس نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے۔ جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہاں ضرورت اس کی ہے کہ ٹھیک مقدار میں اس احتیاط اور بدرقہ کے ساتھ جو اطبائے روحانی نے تجویز کیا ہو خاص مدت تک اس پر مواظبت کی جائے۔ اس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا کہ نماز کس طرح اس کی پرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نماز کا برائیوں سے روکنا بطور اقتضاء ہو یعنی نماز کی ہر ایک ہیئت اور اس کا ہر ایک مقتضی ہے کہ جو انسان ابھی ابھی بارگاہ الٰہی میں اپنی بندگی، فرمانبرداری خضوع و تذلل اور حق تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور حکومت و شہنشاہی کا اظہار و اقرار کر کے آیا ہے۔ مسجد سے باہر آکر بھی بدعہدی اور شرارت نہ کرے اور اس شہنشاہ مطلق کے احکام سے منحرف نہ ہو۔ گویا نماز کی ہر ایک ادا مصلی کو پانچ وقت حکم دیتی ہے کہ او بندگی اور غلامی کا دعوٰے کرنے والے! واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ اور بزبان حال مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی اور شرارت و سرکشی سے باز آ۔ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے مگر نماز بلاشبہ اسے روکتی اور منع کرتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ خود روکتا اور منع فرماتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (نحل رکوع ۱۳) پس جو بدبخت اللہ تعالیٰ کے روکنے اور منع کرنے پر برائی سے نہیں رکتے نماز کے روکنے پر بھی ان کا نہ رکنا محل تعجب نہیں۔ ہاں یہ واضح رہے۔ کہ ہر نماز کا روکنا اور منع کرنا اسی درجہ تک ہوگا جہاں تک اس کے ادا کرنے میں خدا کی یاد سے غفلت نہ ہو۔ کیونکہ نماز محض چند مرتبہ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں۔ سب سے بڑی چیز اس میں خدا کی یاد ہے۔ نمازی ارکان نماز ادا کرتے وقت اور قرأت قرآن یا دعا و تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کو مستحضر اور زبان و دل کو موافق رکھے گا اتنا ہی اس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز کو سنے گا اور اسی قدر اس کی نماز برائیوں کو چھڑانے میں موثر ثابت ہوگی۔ ورنہ جو نماز قلب لاہی و غافل سے ادا ہو۔ وہ صلوٰۃ منافق کے مشابہ ٹھہرے گی جس کی نسبت حدیث میں فرمایا۔ "لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا" اسی نماز کی نسبت لَمْ یَزْدَدْ بِھَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا بُعْدًا کی وعید آئی ہے۔ (چنانچہ اب) نماز بے حیائیوں سے کیوں نہ روکے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کی بہترین صورت ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (طٰہٰ۔ رکوع ۱) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے نماز اور جہاد وغیرہ تمام عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت کیا، ایک جسد بے روح اور لفظ بے معنی ہے۔ حضرت ابو درداء وغیرہ کی احادیث کو دیکھ کر علماء نے یہ ہی فیصلہ کیا ہے کہ ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اصلی فضیلت اسی کو ہے۔ یوں عارضی اور وقتی طور پر کوئی عمل ذکر اللہ پر سبقت لے جائے وہ دوسری بات ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اس عمل میں بھی فضیلت اسی ذکر اللہ کی بدولت آئی ہے۔ بہر حال ذکر اللہ تمام اعمال سے افضل ہے اور جب

وہ نماز کے ضمن میں ہو تو افضل تر ہوگا۔ پس بندے کو چاہئے کہ کسی وقت خدا کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ خصوصاً جس وقت کسی برائی کی طرف میلان ہو فوراً خدا تعالےٰ کی عظمت و جلال یاد کر کے اُس سے باز آجائے۔ قرآن و حدیث میں ہے کہ بندہ جب اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالےٰ اپنے بندہ کو یاد فرماتا ہے۔ بعض سلف نے آیت کا یہ ہی مطلب لیا ہے کہ نماز میں بندہ اِدھر سے خدا کو یاد کرتا ہے اس لئے نماز بڑی چیز ہوئی لیکن اس کے جواب میں جو اُدھر سے اللہ تعالےٰ اپنے بندہ کو یاد فرماتا ہے یہ سب سے بڑی چیز ہے۔ جس کی انتہائی قدر کرنی چاہئے اور یہ شرف و کرامت محسوس کر کے اور زیادہ ذکر اللہ کی طرف راغب ہونا چاہئے۔

کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام کے احکام بہت ہیں مجھے کوئی جامع و مانع چیز بتلا دیجئے۔ فرمایا۔ ”لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ“ (تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہئے) حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”جتنی دیر نماز میں لگے اُتنے تو ہر گناہ سے بچے۔ امید ہے آگے بھی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے“۔ (موضح) یہ ”لذکر اللہ اکبر“ کی ایک اور لطیف تفسیر ہوئی (پھر آدمی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ) جو آدمی جس قدر خدا کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا۔ خدا تعالےٰ سب کچھ جانتا ہے۔ لہذا ذاکر اور غافل میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا معاملہ بھی جداگانہ ہوگا۔

خلاصۂ آیت

اس آیت میں تین عبادتوں (۱) تلاوت کلام اللہ۔ (۲) نماز قائم کرنا اور (۳) ذکر اللہ کی فضیلت کا تذکرہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے پانچ باتیں کہی گئی ہیں۔

۱۔ آپ لوگوں کو اللہ کی کتاب سنا کر اور ان کے سامنے اس کی تلاوت کر کے فریضۂ رسالت ادا کرتے رہئے (۲) نماز قائم کیجئے۔ کیونکہ نماز قوت و طاقت کا وہ لازوال خزانہ ہے جو کارِ نبوت کی انجام دہی میں ہر موقع اور ہر موڑ پر داعی کی مدد کرتا ہے۔ فحشاء و منکر ہی وہ چیزیں ہیں جو کسی داعی میں کمزوری پیدا کر سکتی ہیں۔ اور (۳) نماز وہ سرچشمۂ حسن و خوبی ہے جو بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے (۴) اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے۔ کیونکہ وہ خود سب سے بڑا (اللہ اکبر) ہے۔ اور جو سب سے بڑا ہو اُس کی یاد بھی سب سے بڑی چیز ہونی چاہئے (۵) داعی اور اس کے ساتھیوں کو یہ بات پیشِ نگاہ رکھنی چاہئے کہ اُن کا آقا اُن کے ہر عمل سے باخبر ہے۔ اور ممکن نہیں کہ دنیا و آخرت میں وہ اُن کے اعمال خیر کی قدر نہ کرے۔

نماز پڑھنا اور اقامتِ صلوٰۃ

بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن اسے قائم نہیں کرتے۔ نماز ترتیل کے ساتھ معانی کا لحاظ کر کے پڑھنی چاہئے۔ یہ سوچنا چاہئے کہ مَیں شہنشاہِ عالم کے حضور میں کھڑا ہوں۔ اُس شہنشاہ کے سامنے جو میرے دل و دماغ کے خیالات کو جانتا ہے۔ اور میری ہر ہر حرکت سے واقف ہے۔ رحمٰن و رحیم اور جبار و قہار ہے اور اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔ غرض ہر رکوع کو، سجدے کو، قیام کو، قعود کو ترتیب اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ پس اگر تمام شرطوں، تمام احکام اور جملہ آداب کی پابندی کرتے ہوئے نماز ادا کی گئی ہو تو یہ اقامتِ صلوٰۃ ہوگی۔ لیکن اگر رکوع، سجدہ اور جلسہ میں سکون و اطمینان نہیں ہوا تو نماز تو ہو جائے گی۔ مگر اقامتِ نماز نہیں ہوگی۔

یاد رکھیئے اگر ایک شخص کھڑا ہو تو مالک الملک اور عالم الغیب خدا کے حضور اور چہرہ کعبہ کی طرف ہو لیکن دل بیوی بچوں میں ہو تو یہ اقامت نماز نہ ہوگی۔

نماز کی تاثیر اور کسوٹی

قرآنِ عزیز نے نماز کی سب سے بڑی تاثیر یہ بتائی ہے کہ وہ فحشاء و منکر سے روکنے والی عبادت ہے۔ اللہ کی یاد اور اس کی بارگاہِ عظمت و جلال میں حضورِ قلب اور خضوع و خشوع کے ساتھ حاضری اور اپنی ہر حرکت سے اپنے عجز و ناتوانی کا اظہار وہ عمل ہے جو نماز کے جسم میں تقویٰ کی روح پھونک کر اسے زندہ و بیدار کر دیتا ہے اور ممکن نہیں کہ اس روحِ تقویٰ کے ساتھ مومن بے حیائیوں اور منکرات کا مرتکب ہو اور فواحش میں گرفتار ہو سکے۔ قرآنِ عزیز کی مذکورہ بالا آیت نے ہمارے سامنے وہ کسوٹی رکھ دی ہے۔ جس پر کس کر ہم میں کا ہر شخص اپنی نماز کو جانچ سکتا ہے۔ یہ کسوٹی فوراً پرکھ کر بتا دے گی کہ اس کی نماز کھوٹی ہے یا کھری۔ یہ واشگاف کر دے گی کہ اس کے اندر روحِ تقویٰ بیدار ہے یا اونگھ رہی ہے۔ کتاب و سنت کے ارشادات اور سلف صالحین کی تصریحات سب اسی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

طبرانی اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

”جس کسی کو اس کی نماز بے حیائی اور بُری بات سے نہیں روکتی وہ خدا سے اُسے اور دُور کر دیتی ہے“۔

حسن بصریؒ اور قتادہؒ کے یہ الفاظ بھی ہم تک نقل ہوتے ہوئے پہنچے ہیں:۔

”جس کو اس کی نماز فحشاء و منکر سے نہیں روکتی تو اس کی نماز اُس پر وبال ہے“۔

بزرگانِ محترم!

جیسے ہر دوا اور ہر چیز الگ تاثیر رکھتی ہے۔ کونین سے ملیریا اور اسپرو سے دردِ سر رفع ہوتا ہے۔ پانی سے پیاس اور کھانے سے بھوک جاتی ہے۔ اسی طرح نماز سے ہمارے روحانی امراض کو شفا ہوتی ہے اور یہ فحشاء و منکر کا ستیاناس کر کے رکھ دیتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کا ایک واقعہ مشہور ہے۔ ایک خوبصورت عورت پردے کے ساتھ نماز میں جایا کرتی تھی۔ اتفاق سے ایک نوجوان اُس پر عاشق ہو گیا۔ عورت نکاح شدہ تھی۔ اس نوجوان نے بیبا کی سے کہلوایا۔ مَیں ملنا چاہتا ہوں۔ عورت نے جواب میں کہلا بھیجا۔ مَیں ملنے کو تیار ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے چالیس روز تک نماز پڑھ لو۔ روپیہ پیسہ کی ضرورت نہیں ہے۔ نوجوان نے سمجھا بڑی آسان بات ہے۔ وہ نوجوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے مسجد میں چلا جاتا تھا۔ آٹھ دس روز بعد اُس عورت کے مکان سے گزرا۔ دس بارہ

(باقی صـ۱۷ پر)

سَیفٌ مِّن سُیُوفِ اللہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

جناب عبدالغفار صاحب ندوی

تاریخ کے یہ جہانتاب لعل وگہر غالباً پہلے بھی آپ کی نظروں سے گذر رہے ہوں گے لیکن ایمان و انصاف کا تقاضا ہے کہ آپ بار بار ان کے دیدار سے قلب و نگاہ کو منور کرتے رہیں اور حافظے کی لوح سے اسلاف کے لازوال کارناموں کے نقش محو نہ ہونے دیں۔

حضرت خالدؓ کا نام بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ کا کوئی ورق ان کے ذکر سے خالی نہیں۔ ان کے بہادرانہ کارنامے قیامت تک یادگار رہیں گے۔ ان کی ہمت، ان کی بہادری، ان کی جنگی مہارت، ان کی فوجی قابلیت، ان کی سیاسی تدبیر ہر جگہ نمایاں ملے گی۔ ان کے ذریعے اللہ کی مرضی پوری ہوئی۔ ان کی تلوار نے قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ کر دیا۔ ظلم کی بنیادیں ڈھا دیں۔ ظالموں کا خاتمہ کر دیا۔ رومیوں کی جابرانہ حکومت کا تختہ اُلٹ گیا۔ ایرانیوں کی ظالمانہ بادشاہی کا نشان مٹ گیا۔ ظلم کے مارے ہوئے انسانوں کو صدیوں کے بعد زندگی کی ہوا لگی —— ستم زدوں نے صدیوں کے بعد اطمینان کی سانس لی۔ آفت نصیبوں کو ایک زمانہ کے بعد راحت کی شکل نظر آئی اور اسلام کے جھنڈے کے نیچے دنیا کو عدل و انصاف راحت و آرام، امن و اطمینان اور اخوت و مساوات کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا موقع ملا۔

خاندانی حالات

بنی مخزوم قریش کا ایک نامور گھرانہ تھا۔ حضرت خالدؓ اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ولید تھا —— ماں لبابہ صغریٰ کہلاتی تھیں۔ یہ کئی بہنیں تھیں بڑی بہن لبابہ کبریٰ حضرت عباسؓ کو بیاہی تھیں۔ دوسری بہن ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد کے خالو تھے اور حضرت عبداللہ ابن عباس کے خالہ زاد بھائی۔ لیکن یہ تعلقات بعد کو پیدا ہوئے۔ شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی قریبی رشتہ نہ تھا۔

اسلام کا پیغام

ساری دنیا میں جہالت و گمراہی کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ رسولوں کی سچی تعلیم لوگ بھول چکے تھے۔ خدا کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنی نفسانیت سے خراب کر دیا تھا۔ ایمان کا نور بجھ چکا تھا۔ ہر طرف بے ایمانی، مکاری، فریب اور چالبازی کا زور تھا۔ اور انسان تباہی و بربادی کے گڑھے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ لیکن ایسا کوئی نہ تھا جو ان اندھوں کو راہ دکھائے۔ اوّل تو سچے خدا پرست لوگ تھے ہی نہیں اور اگر کہیں دو ایک آدمی خدا کی بندگی کرنے والے نظر بھی آتے تھے تو ان کے سامنے بھی کوئی صحیح طریقہ نہ تھا نہ انہیں خدا کی سچی پہچان تھی۔ نہ اس کی بندگی کا صحیح طریقہ معلوم تھا۔ اس صورت میں وہ دوسروں کی رہنمائی کس طرح کر سکتے تھے۔ ان حالات میں دنیا کی اصلاح کی کوئی شکل نظر نہ آتی تھی۔ ہر طرف مایوسی چھائی ہوئی تھی کہ یکایک ۶۱۰ء میں عرب کے ایک گوشہ میں مکہ معظمہ کے قریب غار حرا میں اللہ کا پیام آیا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کی ہدایت و رہنمائی کی ذمہ داری سپرد ہوئی۔ آپؐ کی پاک زندگی کے چالیس سال سب کے سامنے گذر چکے تھے۔ آپؐ کی نیکی، سچائی ایمانداری، پرہیزگاری اور بے نفسی سے سب واقف تھے۔ سب کے دل گواہی دے رہے تھے کہ جو کچھ آپؐ کہہ رہے ہیں سچ ہے۔ ان کی عقلوں کا فیصلہ بھی ہو چکا تھا۔ کہ مٹی کی مورتیں، پتھر کے بیجان بُت کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ لیکن اس کے باوجود ان میں سے اکثر اسلام قبول کرنے پر راضی نہ تھے۔ کیونکہ وہ اپنی بے قید طبیعت کو کسی اصول اور قاعدے کا پابند نہیں بنانا چاہتے تھے۔ سردار ڈرتے تھے کہ اسلام کے بعد من مانی کارروائیوں کا موقع نہ ملے گا۔ عوام اپنی رنگ رلیوں کو چھوڑتے گھبراتے تھے۔ اس لئے سب نے اسلام کی مخالفت کی۔

مخالفانہ کوشش

قریش کے دوسرے خاندانوں کی طرح حضرت خالدؓ کا خاندان (بنی مخزوم) بھی اسلام کا سخت مخالف تھا۔ ان کے والد ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے سخت دشمن تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ ان کی عداوت و دشمنی کا ذکر کیا ہے۔ ایسے لوگوں کے درمیان حضرت خالدؓ کی پرورش ہوئی۔ اور بچپن سے جوانی تک پہنچے۔ اس لئے یہ بھی شروع میں اسلام کے سخت مخالف تھے۔ اور قریش کے تمام لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں شریک رہتے تھے۔ جب تیرہ برس تک ہر قسم کی مصیبت جھیلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر مدینہ منورہ چلے آئے تو یہاں بھی قریش نے انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ یہودیوں کو بھڑکایا۔ منافقوں کو اُکسایا۔ قبائل عرب کو گرمایا۔ اور مدینہ منورہ پر فوجی حملے شروع کر دئے۔ اس سلسلہ میں بدر، اُحد، خندق وغیرہ بہت سے معرکے پیش آئے۔ ہر مرتبہ اس زور کا حملہ ہوتا تھا کہ زمین و آسمان کانپ اٹھتے تھے۔ بدر میں تین سو تیرہ غریب مسلمانوں کے مقابلے میں قریش ایک ہزار سوار لے کر آئے تھے۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دم میں مسلمانوں کا خاتمہ ہے۔ لیکن اللہ نے اپنے فرمانبردار بندوں کی مدد کی۔ اور کمزوروں کو ایسا زور بخشا کہ چند گھنٹوں میں قریش کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو بچے وہ گرفتار ہوئے۔ اس موقع پر کوئی دوسرا ہوتا تو ان کی شرارتوں کے بدلہ میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رحمۃ للعالمین تھے۔ ان کی رحمت نے یہ گوارا نہ کیا اور سارے دشمنوں کو قید سے چھوڑ دیا۔ اگر ان لوگوں کی طبیعت میں شرافت ہوتی تو زندگی بھر احسان مانتے لیکن قریش میں نیکی کا احسان کہاں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ احسان ماننے کے بجائے پھر مخالفت کی فکروں میں لگ گئے۔ اور ایک ہی سال کے بعد تین ہزار فوج لے کر دوبارہ چڑھائی کر دی۔ مسلمان کل سات سو تھے لیکن اللہ کا نام لے کر نکلے۔ اُحد پہاڑ کے سامنے مقابلہ ہوا۔ تھوڑی دیر میں قریش کے قدم اکھڑ گئے۔ مسلمان سمجھے کہ اب معرکہ ختم ہے۔ اس لئے مالِ غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ یہاں تک کہ وہ آدمی بھی اپنی جگہ سے ہٹ آئے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کے درّہ کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا تھا۔ حضرت خالد اس وقت کافروں کے ساتھ تھے۔ درّہ کو خالی دیکھا تو پلٹ کر پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا اچانک ہوا۔ کہ مسلمان بوکھلا گئے۔ جب تک سنبھلیں سنبھلیں ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت زخم آئے۔

خندق کا معرکہ اس سے زیادہ سخت تھا۔ قریش نے سارے عرب کو اکٹھا کر کے چاروں طرف سے مدینہ کو گھیر لیا تھا۔ اندر یہودی اور منافق سازش میں شریک تھے۔ اور ایک اشارہ پر شرکت کے لئے تیار تھے۔ ظاہرا دیکھنے میں مسلمانوں کی زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ بلا بھی ٹال دی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں اور کافروں کے درمیان صلح ہو گئی اور ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر صلح نامہ لکھ دیا گیا۔

قبولِ اسلام

ان تمام بڑی بڑی لڑائیوں میں حضرت خالدؓ اپنے خاندانی اثر کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں پیش پیش رہے۔ لیکن مسلمانوں کی جماعتی قوت برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ان کا عدل و انصاف ان کی سچائی اور پاکبازی، ان کی ایمانداری اور ہمدردی سے لوگ متاثر ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے دین کی حقانیت کا سکہ سب کے دلوں پر بیٹھتا جا رہا تھا۔ اور تمام سمجھ دار لوگ آہستہ آہستہ اسلامی جماعت میں داخل ہو رہے تھے۔ حضرت خالدؓ بھی سینہ میں صاف دل رکھتے تھے۔ اسلام کی خوبیاں ان کے دل پر اثر کرنے لگیں۔ اسلامی جماعت سے مخالفت اور دشمنی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ صلح حدیبیہ کے بعد ۸ھ میں حضرت خالدؓ ایک خدا کی بندگی میں داخل ہونے کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ راستہ میں دوسرے نامور قریشی سردار عمرو بن عاص بھی ساتھ ہو گئے۔ مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور ہی سے دیکھ کر اپنے اصحاب سے فرمایا۔ "مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دئے ہیں"۔ سامنے پہنچ کر ان لوگوں نے سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پہلے حضرت خالدؓ نے کلمہ پڑھا پھر حضرت عمرو بن عاص ایمان لائے یہ خدا اور رسولؐ کے حکموں پر چلنے کا عہد و پیمان تھا جسے انہوں نے پورا کر دکھایا۔

غزوۂ موتہ

اسلام لانے کے بعد حضرت خالدؓ پورے طور پر اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمانبردار بن گئے۔ ہر وقت ان کے حکم پر جان تک دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔ سب سے پہلے غزوۂ موتہ میں جان نثاری کا موقع ملا۔

واقعہ یوں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے حاکم کے پاس حارث بن عُمیر ازدی کو اسلام کا پیغام دے کر بھیجا۔ لیکن اس کے ایک امیر شرجیل بن عمرو غسانی نے حارثؓ کو درمیان ہی میں روک کر قتل کر دیا۔ چونکہ ناحق ایک مسلمان کا خون بہایا گیا تھا۔ اور پیغام حق کی توہین کی گئی تھی۔ اس لئے مجرم کے خلاف کارروائی ضروری تھی تاکہ آئندہ پھر کسی کو ایسی جرأت نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں۔ تو جعفرؓ امیر ہوں ___ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ حضرت خالدؓ بھی اس لشکر کے ساتھ تھے۔ مسلمان دشمن کے علاقہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ شام و بصریٰ کے عرب خاندانوں کی قریب قریب ایک لاکھ فوج جمع ہے۔ اور ایک لاکھ فوج رومیوں کے شہنشاہ ہرقل نے بھیجی ہے۔

مسلمان کئی دن تک سوچتے رہے کہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ یہ صلاح ہو رہی تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی جائے۔ آپ یا کمک (اور فوج) روانہ روانہ فرمائیں گے یا حکم دیں گے کہ آگے بڑھو۔ لیکن آخر میں عبداللہ بن رواحہ نے ایک تقریر کی اور فرمایا کہ اے مسلمانو! تم اتنے سوچ بچار میں کیوں پڑے ہو۔ تمہارا بھروسہ تعداد و قوت اور لڑائی کے سازوسامان پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی امداد پر ہے۔ تمہارے لئے ہر حال میں بھلائی یقینی ہے۔ اگر تمہاری جیت ہوتی اور دینِ حق کا غلبہ ہوا تو اسی لئے تم نکلے ہو کہ خدا کا دین غالب ہو اور اگر تم شہید ہو گئے تو یہ تمہاری سب سے بڑی کامیابی ہے۔ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت تمہارے حصہ میں آئے گی۔ بتاؤ جس شہادت کی تمنا میں تم گھر سے نکلے تھے کیا اسی سے آج بھاگ رہے ہو۔ اس تقریر سے مسلمانوں کے دلوں میں نیا جوش پیدا ہو گیا۔ اور سب نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا۔ آخر کار موتہ کے مقام پر ٹڈی دل لشکر سے مقابلہ ہوا۔ لڑائی سخت تھی۔ زید بن حارثہؓ کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا تھا۔ وہ شہید ہو گئے۔ تو حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے نشان ہاتھ میں لیا۔ لڑائی تیز ہوتی گئی۔ اُن کا دایاں ہاتھ کٹ کر گیا تو بائیں ہاتھ سے جھنڈا تھاما وہ بھی کٹ گیا تو بغل کے سہارے اسے سنبھالا۔ آخر کار اسی حال میں شہید ہو گئے۔ جسم پر تیر و تلوار کے نوّے سے زیادہ زخم تھے۔ حضرت جعفرؓ کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عَلَم ہاتھ میں لیا۔ جب وہ بھی شہید ہو گئے۔ تو تمام مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کو امیر بنایا۔ یہ حضرت خالدؓ کی پہلی امارت تھی۔ آپ نے اسلامی جھنڈا ہاتھ میں لیتے ہی مسلمانوں کو نئے سرے سے ترتیب دیا۔ اور اس جوش و خروش کے ساتھ حملہ کیا کہ کافروں کی فوج میں تہلکہ مچ گیا۔ حضرت خالدؓ کی تلوار کا رُخ جدھر پھرتا پرے کے پرے کٹ جاتے۔ ان کا بیان ہے کہ اُس دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں۔ آخر کار کافروں کے قدم اُکھڑ گئے۔ (مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم

محمد شفیع عمر الدین (حیدرآباد)

اخلاقِ حسنہ

۱۔ عمل میں اخلاص اور رضا جوئی اللہ تعالیٰ مقصود ہو

حدیث:۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ۔ (الجامع الصغیر ص۱۲۴)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں کرتا جب تک کہ اس میں اخلاص نہ ہو۔ اور اس کے کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہو۔

(ف) مومن کو چاہیئے کہ ہر عمل کرتے وقت (۱) اخلاص اور (۲) رضا جوئی اللہ تعالیٰ کو مدِّنظر رکھے۔ ریا اور دکھلاوے سے بچے تاکہ عمل رائیگاں نہ جائے۔

۲۔ کمزور کا حق ادا کرو

حدیث:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُقَدِّسُ اُمَّۃً لَا یُعْطُوْنَ الضَّعِیْفَ مِنْھُمْ حَقَّہٗ۔ (الجامع الصغیر ص۱۲۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو پاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنے کمزوروں کو ان کا حق نہ دیں۔

(ف) تقدس اور پاکی کا تقاضا یہ ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد اور معاملات بھی ٹھیک رکھے جائیں۔ کسی کا حق خواہ وہ قوم کا ایک ادنیٰ ترین فرد کیوں نہ ہو تلف نہ ہونے پائے۔ اس پر کسی قسم کی زیادتی یا ظلم روا نہ رکھا جائے۔ زکوٰۃ اور صدقات دیتے وقت بھی مستحقین کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۳۔ اوّل خویش بعدہٗ درویش

حدیث:۔ اِذَا اَعْطَی اللّٰہُ اَحَدَکُمْ خَیْرًا فَلْیَبْدَاْ بِنَفْسِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مال عطا فرمائے تو اسے اس کے خرچ کی ابتداء اپنے اور اپنے گھروالوں سے کرنی چاہیئے۔

(ف) شریعت کے مطابق اول اپنی اور اپنے گھروالوں کی جن کا نان ونفقہ اس کے ذمّے واجب ہے ضروریات پر خرچ کرے۔ اس کے بعد دوسرے حقداروں پر خرچ کرے پھر دوسرے مستحقین کی خبرگیری کرے۔

۴۔ سنتوں پر عمل کرو

حدیث:۔ مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (الجامع الصغیر ص۲۴۳)

ترجمہ:۔ جس نے میری سنت کو زندہ کیا۔ تحقیق اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس شخص کو مجھ سے محبت ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(ف) سنّت کو زندہ کرنا یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ اگر ہم اسوۂ حسنہ کے مطابق اپنی زندگی بسر نہ کریں۔ تو آپؐ کی محبت کا زبانی دعوےٰ کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ جس کو جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے وہ اسی کا طریقہ پسند کرتا ہے۔ ہمیں آپؐ کی سنتوں پر عمل کرکے آپؐ کے ساتھ محبّت کا ثبوت عملی طور سے دینا چاہیئے اور جنّت کا مستحق بننا چاہیئے۔

۵۔ گھر میں اور گھر سے باہر برائیوں سے بچنے کا طریقہ

حدیث:۔ اِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِکَ فَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ تَمْنَعَانِکَ مَخْرَجَ السُّوْءِ وَاِذَا دَخَلْتَ اِلٰی مَنْزِلِکَ فَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ تَمْنَعَانِکَ مَدْخَلَ السُّوْءِ۔

ترجمہ:۔ جب تو اپنے گھر سے باہر جائے تو (جانے سے پہلے) دو رکعت نماز نفل پڑھ لے۔ یہ دوگانہ نماز تجھ سے باہر کی برائیوں کو روکے گی۔ اور جب تو گھر واپس آئے تو بھی دو رکعت نماز نفل پڑھ لے۔ تو یہ نماز گھر میں برائی کو داخل ہونے سے روکے گی۔

(ف) کوئی شخص نہیں چاہتا کہ اسے باہر یا گھر میں کوئی برائی پیش آئے۔ لہذا اسے چاہیئے کہ برائی کو روکنے والے اس عمل پر چلے۔

نفل پڑھتے وقت یہ خیال رہے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ مکروہ وقت تین ہیں جن میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ (۱) فجر کی نماز کے بعد جب تک سورج نہ نکل آئے (۲) عین دوپہر کے وقت جب تک سورج نہ ڈھل جائے اور (۳) عصر کی نماز کے بعد جب تک مغرب کی نماز کا وقت نہ ہو جائے۔

۶۔ زنا اور سُود سے بچو

حدیث:۔ اِذَا ظَھَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِیْ قَرْیَۃٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِھِمْ عَذَابَ اللّٰہِ۔ (الجامع الصغیر ص۲۹)

ترجمہ:۔ جب کسی بستی کے لوگوں میں زنا اور سود رونما ہو۔ تو بے شک (اس بستی کے لوگوں نے) اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے لئے جائز کر لیا۔

(ف) جس بستی میں زنا اور سود کا رواج ہو اس بستی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ بڑے اہتمام کے ساتھ دیگر گناہوں کے علاوہ ان دو گناہوں سے بھی بچیں۔ اور دوسروں کو ان سے بچانے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ عذاب الٰہی کی گرفت سے بچ سکیں۔

۷۔ حاجتمندوں کی ضروریات پوری کرو

حدیث:۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا صَیَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ اِلَیْہِ۔ (الجامع الصغیر ص۲۶)

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے لوگوں کی ضرورتوں کا مرکز بنا دیتا ہے۔

(ف) جسے اللہ تعالیٰ (بندے کو) لوگوں کی ضروریات اور حاجات کا مرکز بنا دے اسے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھلائی کی خاطر اسے لوگوں کی خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ اب اسے

بلا ناک بھوں چڑھائے خوش دلی کے ساتھ لوگوں کی جائز حاجتیں شرعی حدود کے اندر رہ کر پوری کرتے رہنا چاہئے۔ برسرِ اقتدار طبقہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ انہیں خدمتِ خلق کا سنہری موقعہ ملا ہے۔ انہیں اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

۸۔ مستورات خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہ نکلیں

حدیث:۔ اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْأَۃُ فَمَرَّتْ عَلَی الْقَوْمِ لِیَجِدُوْا رِیْحَھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ جب عورت خوشبو لگائے پھر لوگوں پر سے گزرے اور اس کی خوشبو ان کو پہنچے تو وہ زانیہ ہے۔

(ف) مستورات کو اس فعل سے بچنا چاہئے۔ انہیں خود گنہگار اور دوسروں کے لئے فتنے کا باعث نہ بننا چاہئے۔ جب انہیں باہر جانے کا اتفاق ہو تو شرعی پردہ کے ساتھ باہر جائیں۔ اور خوشبو لگا کر ہرگز باہر نہ جائیں۔

۹۔ مصیبت کے وقت کا دستور العمل

۱۔ حدیث:۔ اِذَا اَصَابَ اَحَدَکُمْ مُصِیْبَۃٌ فَلْیَذْکُرْ مُصِیْبَتَہٗ بِیْ فَاِنَّھَا مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ۔ (الجامع الصغیر ص ۳۱)

ترجمہ:۔ جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے۔ تو اسے چاہئے کہ میری مصیبت کو یاد کرے۔ پس وہ بہت بڑی مصیبتیں ہیں۔

(ف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشرف الانبیاء ہیں۔ آپؐ معصوم ہیں۔ اس کے باوجود سیرت پاک کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپؐ پر بہت ساری مصائب آئیں مگر آپؐ نے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھا۔ کمال صبر اور اولوالعزمی سے کام لیا۔

اب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مصائب سے دوچار ہوئے تو ہم گنہگار کس شمار میں ہیں۔ مصیبت کے وقت اپنے آپ کو اس طرح سہارا دے کر صبر اور اولوالعزمی کے ساتھ اپنا تعلق باللہ ٹھیک رکھنا چاہئے۔ استغفار اور التجا سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی مصیبت نازل فرماتا ہے۔ اور وہی دور کر سکتا ہے۔

۲۔ حدیث:۔ اُعْطِیَتْ اُمَّتِیْ شَیْئًا لَمْ یُعْطَہٗ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَمِ اَنْ یَّقُوْلُوْا عِنْدَ الْمُصِیْبَۃِ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (الجامع الصغیر ص ۴۴)

ترجمہ:۔ میری امّت کو ایک ایسی چیز عطا کی گئی ہے جو دوسری کسی امّت کو نہیں ملی۔ (وہ یہ ہے کہ) مصیبت کے وقت کہنا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ اِنْفَاذَ اَمْرِہٖ سَلَبَ کُلَّ ذِیْ لُبٍّ لُبَّہٗ۔ (الجامع الصغیر ص ۱۱۳)

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی حکم کو جاری کرنا چاہتا ہے تو ہر عقلمند کی عقل گم کر دیتا ہے۔

(ف) تدبیر تقدیر کے آگے نہیں چلتی۔ سچ ہے۔ ؏

چوں اجل آید طبیب ابلہ شود

اس لئے بندے کی بھلائی اسی میں ہے کہ تقدیر پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات ٹھیک رکھے۔

۱۰۔ نصیحت کرنے والا نفس اچھّا ہے

حدیث:۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا جَعَلَ لَہٗ وَاعِظًا مِّنْ نَّفْسِہٖ یَاْمُرُہٗ وَیَنْھَاہُ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے لئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نفس کو واعظ کرنے والا بنا دیتا ہے۔ جو اسے (نیکی کا) حکم کرتا ہے اور (برائی سے) روکتا ہے۔

۱۱۔ ایذائے مسلم سے بچو

حدیث:۔ مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ۔ (الجامع الصغیر۔ ص ۲۶۹)

ترجمہ:۔ جس شخص نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی اس نے بے شک مجھے تکلیف پہنچائی۔ جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔

(ف) ایک مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔ اور جس بات پر آنحضرتؐ ناراض ہوں وہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا ہمیں قولاً فعلاً اور عملاً ایسی سب باتوں سے کنارہ کرنا چاہئے جن سے ایک مسلمان کو رنج یا تکلیف پہنچے۔

۱۲۔ زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو

حدیث:۔ اِرْحَمْ مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکَ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا (اللہ تعالیٰ) تم پر رحم کرے گا۔

(ف) زمین پر بسنے والے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر اگر ہم رحم کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے شاملِ حال ہو گی۔

۱۳۔ کام کی ابتدا سوچ بچار کے بعد کرو

حدیث:۔ اِذَا ھَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّکَ فِیْہِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَی الَّذِیْ یَسْبِقُ اِلٰی قَلْبِکَ فَاِنَّ الْخِیَرَۃَ فِیْہِ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ جب تو کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو سات مرتبہ اپنے رب سے بھلائی (کی توفیق اور ہدایت) مانگ۔ پھر تیرے دل میں جو خیال آئے پس اسی میں بھلائی ہے۔

(ف) کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے مدد اور ہدایت سات مرتبہ مانگی جائے۔ اس کے بعد اپنے دل کو ٹٹولے کہ آیا اس میں یہ کام کرنے کی تحریک پیدا ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر کام کرنے کی طرف دل راغب ہو۔ تو بسم اللہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کام شروع کر دے۔ اگر دل میں کھٹکا پیدا ہوا ہو تو اس کام میں ہاتھ نہ ڈالے۔

یہ دستور العمل ان کاموں کے بارے میں ہے جن کا نیک یا بد انجام معلوم نہ ہو۔ مگر نیکی کے کاموں کے بارے میں اس طرح سوچنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر نیکی کا انجام نیک ہے۔ ؏

کارِ خیر را حاجتِ استخارہ نیست

۱۴۔ نیند میں امن میں رہنے کا عمل

حدیث:۔ اِذَا وَضَعْتَ جَنْبَکَ عَلَی الْفِرَاشِ وَقَرَاْتَ فَاتِحَۃَ الْکِتٰبِ وَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَقَدْ

اٰمِنَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتَ۔

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ جب سونے کے لئے اپنا پہلو بستر پر رکھے تو الحمد شریف اور قل ہو اللہ احد پڑھ لے تو موت کے سوا باقی چیزوں سے تو امن میں رہیگا۔

۱۴۔ چار باتوں پر کاربند رہو

حدیث:۔ اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَحِفْظُ الْاَمَانَةِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَعِفَّةُ مَطْعَمٍ۔

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ اگر چار باتیں تجھ میں ہوں تو تجھ سے دنیا میں سے جو چھوٹ جائے اس کا کچھ حرج نہیں۔ سچی بات کہنا اور امانت کی حفاظت کرنا (خیانت نہ کرنا) اور اچھے اخلاق کا ہونا اور کھانے میں بچنا (حلال کھانا اور حرام سے بچنا)

۱۵۔ گناہوں کا وبال

حدیث:۔ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ نِقْمَةً اَمَاتَ الْاَطْفَالَ وَعَقَّمَ النِّسَاءَ فَتَنْزِلُ بِهِمُ النِّقْمَةُ وَلَيْسَ مِنْهُمْ مَرْحُوْمٌ۔ (الجامع الصغیر ص۲۳)

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ (کسی قوم کو اس کے گناہوں کی وجہ سے) سزا دینی چاہتا ہے تو اس کے بچے مر جاتے ہیں اور عورتیں بچے جننے کے قابل نہیں رہتیں۔ اور (اس قوم میں سے) کسی پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(ف) 'بچوں کا مرنا' اور 'عورتوں کا بانجھ (BARREN) ہونا' عذاب الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم مسلمانوں کو اس قسم کے عذاب سے بچائے۔

۱۶۔ مزدور کی مزدوری فوراً ادا کرو

حدیث:۔ اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ۔

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

(ف) مزدور کی مزدوری یا کاریگر کی اجرت بغیر ٹال مٹول اور بلا تاخیر کے دینی چاہیئے۔ ہماری شریعت اس بارے میں اس کا پسینہ خشک ہونے جتنی تاخیر بھی روا نہیں رکھتی۔ حق خدمت ادا کرنے میں دیر کرنی اچھی نہیں۔

۱۷۔ بڑی عمر کا صحیح فائدہ لو۔

۱۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا اَمَدَّ لَهُمْ فِي الْعُمُرِ وَاَلْهَمَهُمُ الشُّكْرَ۔

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اس کی عمریں لمبی کرتا ہے اور اس کے دل میں شکر (الٰہی) کرنے کا خیال ڈال دیتا ہے۔

۲۔ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ۔ (الجامع الصغیر ص۹۱)

ترجمہ:۔ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے۔ جس کی عمر بڑی ہو۔ اور اس کے عمل بھلے ہوں۔

۱۸۔ حقوقِ مجلس کا خیال رکھو

حدیث:۔ اَدُّوْا حَقَّ الْمَجَالِسِ اُذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَاَرْشِدُوا السَّبِيْلَ وَغُضُّوا الْاَبْصَارَ۔ (الجامع الصغیر ص۲۳)

ترجمہ:۔ مجلسوں کے حق ادا کرو۔ ۱۔ ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کرو۔ اور ۲۔ (اسلام) کے راستے کی ہدایت کرو۔ اور ۳۔ آنکھیں نیچی رکھو (تاکہ نامحرم پر نہ پڑے)

(ف) ہر مجلس جو منعقد ہو اس میں یہ تینوں افعال ضرور ہونے چاہئیں۔ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائیگا وہ مجلس قیامت کے دن حسرت و افسوس کا باعث ہوگی۔

۱۹۔ قوم کے بڑے کی عزت کرو

اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ

(الجامع الصغیر ص۲۳)

ترجمہ:۔ جب کسی قوم کا عزت والا آدمی تمہارے پاس آئے تو تم اس کی عزت کرو۔

زبان پر قابو

قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں سب سے زیادہ وزن دار چیز جو رکھی جائے گی وہ اس اچھا اور عمدہ اخلاق ہوگا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نجات کے لئے بس نماز روزہ کافی ہے حالانکہ دوزخ اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے ناپسندیدہ اخلاق کا چھوڑنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بُرے اخلاق کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ دوزخ میں لے جانے والے اور جنت سے محروم رکھنے والے ہیں۔

۱۔ جھوٹ بولنے والا اور جھوٹی قسمیں کھانے والا دوزخی ہے۔

۲۔ جس کے دل میں ذرہ برابر غرور ہوگا وہ جنت سے محروم ہوگا۔ فرمایا۔ جو اکھڑ، بدخو اور مغرور ہو وہ دوزخی ہے۔

۳۔ دوسروں کی عیب جوئی کرنے والا اور اُن کے راز معلوم کر کے پھیلانے والا جنت میں نہ جا سکے گا۔ البتہ ظالم کی برائی ظاہر کرنے والا گنہگار نہیں ہے۔ مثلاً کوئی چور، ڈاکو یا قاتل ہو تو ظاہر کر دے۔

۴۔ فرمایا قیامت میں سب سے بُرے حال میں وہ شخص ہوگا۔ جو دو رُخی باتیں کرے یعنی اِدھر کی باتیں اُدھر اور اُدھر کی باتیں اِدھر لگاتا ہو۔

۵۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ اپنے بھائی کی ایسی بات بیان کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہے اور اگر وہ بات اس میں موجود نہیں ہے تو بہتان تراشی ہے۔ فرمایا غیبت زنا کرنے سے بدتر ہے۔ کیونکہ انسان زنا کر کے توبہ کر لیتا ہے تو توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ مگر غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوگی۔ جب تک جس کی غیبت کی گئی ہے۔ وہ معاف نہ کر دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا فلاں عورت (صفیہ) ٹھگنی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تو نے ایسی بات کہہ دی کہ اگر وہ سمندر میں ملا دی جائے تو اس کا مزہ بھی بدل جائے۔ ذرا غور فرمایئے کہ ٹھگنی کو ٹھگنی کہنا بھی منع ہے

ہے۔ فرمایا ہے۔ اور ہم رات دن لوگوں کی عیب جوئی اور برائیاں کرتے ہیں۔ بزرگوں، علماؤں کی بے عزتی کرتے ہیں جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں۔ آپؐ کا فرمان ہے کہ زبان پر قابو نہ ہو تو نماز روزہ وغیرہ بھی خدا تعالیٰ کے ہاں بے وزن ہو جاتے ہیں۔ اور بدزبانی کے طفیل انسان دوزخ میں جا سکتا ہے۔

محمد امین۔ کراچی ۱۲

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

قسط دوم

اسلام اور مسلمان

اسلام ایک آہنی قلعہ ہے

اسلام ایک آہنی قلعہ ہے۔ جس میں مسلمان کو بسایا گیا ہے اس قلعہ کی دیواروں کو کوئی دوسرا نہیں توڑ سکتا لیکن اس کا کیا علاج کہ مسلمان دشمن کے لئے خود ہی پھاٹک کھول دے اگر مسلمان شریعت الٰہی کے مطابق زندگی بسر کریں اور شعبہ جات میں دین کے متعلق ہو یا دنیا کے متعلق اللہ تعالےٰ کی رضا کو مدنظر رکھیں تو کبھی بھی کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتے۔ یہ تو حزب اللہ ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ یہ تو غالب ہی رہیں گے خود اپنا ناس کرلیں۔ تو اور بات ہے مسلمان پر جب بھی تباہی آتی ہے اس کے اپنے ہاتھوں آتی ہے۔ مسلمان کسی دوسری قوم کے ہاتھ سے کبھی تباہ نہیں ہوتے۔ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے تباہ ہوئے ہیں تباہی نتیجہ ہوتی ہے۔ اسلام کی تعلیم کو چھوڑنے اور اس پر عمل نہ کرنے کا۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ دنیا میں تم ہی بلند رہوگے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ اگر لوگ ہی مومنوں والے کام چھوڑ دیں اور اس کے نتیجہ میں تباہی آئے تو پھر قصور کس کا۔ اللہ تعالےٰ کی مدد شامل حال ہو تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت تم پر غالب نہیں آسکتی اور اگر اللہ تعالےٰ مدد بند کردے تو پھر ایسا کون ہے جو تمہاری مدد کرسکے۔ اور اس مدد کے حاصل کرنے کا ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مقصد کے ساتھ توافق اور اتحاد ہے۔ یعنی اپنے کو مکمل طور پر اللہ تعالےٰ کے سپرد کردینا یاد رکھو اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دیں۔ ہم خدا کو فراموش کرکے خود فراموش بن گئے۔ اور اپنے انجام سے بالکل بے فکر اور بے خبر ہوگئے اور برُے بھلے کی تمیز سے محروم ہوگئے۔ نتیجہ ہماری تباہی اور ذلت۔

اسلام اپنی مکمل اور انتہائی شکل میں اسلام کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں دنیا میں آیا اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ پھیلا اور اس نے خلق خدا کے دلوں پر تصرف کرنے کے علاوہ دنیا کے ظاہری عظمت و اقتدار کا بھی وہ نقشہ دکھایا۔ کہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی سلطنتیں جو خطۂ عرب کے قرب و جوار میں دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور بے انتہا قدرت و جبروت کی مالک تھیں۔ اور ہر طرح کا فوجی سامان ان کے پاس موجود تھا مال و دولت کی بھی کمی نہ تھی۔ عرب کے ان فاقہ کش اور بے سرو سامان مسلمانوں کے سامنے جو قواعد ملک رانی و کشور کشائی سے بھی بالکل نابلد تھے۔ نہ ٹھہر سکیں اور جفاکشان عرب نے ان کو نیچا دکھانے کے بعد آگے قدم بڑھایا۔ اور ایشیا کے اکثر حصہ کے علاوہ افریقہ اور یورپ کے بہت سے سرسبز خطوں پر چھا گئے۔ اور بہت ہی قلیل عرصے میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کے مالک بن گئے۔ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہ کرسکتی تھی لیکن خلفائے راشدینؓ کے بعد اسلام کے آہنی قلعہ کی دیواروں میں رخنے پڑنے شروع ہوگئے۔ اور دینی و دنیوی عظمت و شان کا یہ نقشہ جمانے کے بعد اسلامیوں نے پیچھے ہٹنا شروع کردیا تو رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ اب دنیا میں ان کی ہستی شمار میں آنے کے لائق ہی نہیں اور جہاں جہاں ان کی اپنی حکومت کا نشان باقی ہے۔ وہاں بھی وہ اپنے تمام کاروبار میں اغیار کے دست نگر ہیں۔ اور اپنی عزت اپنے گھر میں بھی قائم نہیں رکھ سکتے۔ ان کی یہ پستی اور ذلت ببانگ دہل اعلان کررہی ہے کہ

؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اسلام کی عظمت و شان کا نقشہ جو بے سرو سامان عربوں نے دنیا کو دکھایا تھا۔ وہ سارا خواب و خیال ہوگیا جو کل زبردست تھے۔ آج زیردست ہیں اور جو اسلامی برکات کا راگ گاتے تھے۔ وہ آج اس کی عیب جوئی میں مصروف ہیں۔ ہم ذلت کے گڑھے میں گرتے جارہے ہیں۔ ہمارے دل کی انگیٹھیاں سرد ہوچکی ہیں۔ ان میں کسی طرح بھی گرمی پیدا نہیں ہوسکتی۔ ہمارے دلوں کی زمین بنجر ہوچکی ہے۔ جس کو کوئی بارش سیراب نہیں کرسکتی۔ جہاں سرے سے پیاس ہی نہ ہو اور پانی کی طلب ہی موجود نہ ہو۔ وہاں پانی کا اہتمام اور خضر کی رہنمائی بے فائدہ ہے۔ کیا آپنے کبھی غور کیا۔ کہ ہمارے اس قعر ذلت میں گرنے کی آخر وجہ کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ ہم نے خدا کو چھوڑ دیا خدا نے ہم کو چھوڑ دیا۔ اور جب خدا کسی قوم کو چھوڑدے۔ تو پھر دوسرا کون ہے۔ جو اس کو سہارا دے کر اٹھا سکے۔ ہم نے اسلام کے آہنی قلعہ میں صرف سوراخ ہی نہیں کئے بلکہ دشمنوں کے لئے پھاٹک ہی کھول دئے۔ اور اب آہنی عظمت و اقتدار کے کھوئے جانے کا ماتم کررہے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے احکام سے سرکشی کی اور اور اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں احکام اسلام کی مخالفت شروع کردی۔ ہم نے اسلام کی گھڑی کے پرزے ہی بدل ڈالے ڈھانچہ وہی ہے۔ لیکن پرزے بدل دئے گئے ہیں۔ اس لئے خواہ کتنی ہی کوک بھری جائے نہیں چلے گی اگر تھوڑی دیر کے لئے کسی طرح چل بھی پڑی تو وقت صحیح نہیں دے گی۔ گھڑی کے پرزے اور مشینری صحیح ہوں تو کوک بھرنے سے چلتی رہے گی اور وقت بھی ٹھیک دے گی۔

جو چیز بغیر مجاہدہ کے حاصل ہو اس کی قدر نہیں ہوتی

ہم اسلام کی قدر اس لئے نہیں کرتے کہ ہم نے اس کو اپنی محنت سے حاصل نہیں کیا۔ نہ اس کے لئے کوئی قربانی کی ہم صرف مردم شماری کے مسلمان ہیں۔ باپ بھی مسلمان دادا بھی مسلمان۔ اسلام کی قدر تو صحابہؓ جانتے تھے۔ جنہوں نے مال و جان کی قربانیاں کرکے اس کو حاصل کیا تھا۔ اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر اس کی اشاعت و تبلیغ کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی زندگیوں کے حالات پڑھ کر دیکھئے۔ کہ انہوں نے اسلام کے حاصل کرنے اور اس کی اشاعت میں کیا کیا مصائب برداشت کئے ان کے یہ کارنامے رہتی دنیا تک آنے والے مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتے رہیں گے۔ ہم بنے بنائے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوگئے۔ اور مسلمانوں کی مردم شماری میں نام درج کردیا گیا۔ ہم کیا جانیں۔ اسلام کی قدر و قیمت

دوسروں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کیلئے عملی نمونہ کی ضرورت ہے

جب یہ یقین ہوگیا۔ کہ اِنَّ الَّذِیْنَ

عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ہے اور اس پر ہم ایمان بھی لے آئے تو پھر اس دین کی برکتوں سے اپنے ابنائے نوع کو بہرہ ور کرنے کی کوشش کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اور ہماری تمام سعی و جہد کا مرکز و محور یہی ہونا چاہئے کہ یہ دین تمام دنیا کا دین بن جائے۔ اور حق باطل پر پوری طرح غالب آجائے۔ جو شخص دیکھ رہا ہو کہ باطل ہر طرف زمین پر چھایا ہوا ہے لوگ گمراہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور پھر یہ منظر اس کے اندر کسی قسم کی بے چینی کوئی چبھن یا کوئی تڑپ پیدا نہ کرے یا اس کے دل میں اگر حق پرستی کا کوئی جذبہ ہے۔ تو وہ بھی سویا ہوا ہے تو اُسے فکر کرنی چاہئے کہ یہ نیند کا سکوت کہیں موت کے سکوت میں ہی تبدیل نہ ہو جائے۔

اب اس دین کی برکات اور سعادات سے دوسروں کو بہرہ ور کرنے کا ذریعہ یا تو تحریر ہے کہ کتب کے ذریعہ ان کی اشاعت کی جائے اور اللہ تعالٰے کے احکام دوسروں تک پہنچائے جائیں۔ یا تقریر کے ذریعہ اس دین کی خوبیاں لوگوں کے سامنے بیان کی جائیں اس مقصد کے لئے ہزارہا کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ فصیح و بلیغ تقریریں بھی سارا سال ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں۔ شائد ہی کہیں چند ایک آدمی اسلام کی طرف متوجہ ہوتے ہونگے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم اسلام کو صرف تحریر و تقریر میں پیش کرتے ہیں۔ اس کا عملی نمونہ پیش کرنے والے بہت کم ہیں۔ جہاں تحریر و تقریر بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ وہاں عمل انقلاب آفریں ثابت ہوتا ہے یاد رکھو شعلہ نوائی کے ذریعہ قائم شدہ اثرات کو قوت سے زائل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کردار کی قوت جو نقوش ثبت کرتی ہے وہ سحر طراز مقررون کی اثر افرینیاں دلوں سے محو نہیں کر سکتی صحابہ کرام رضؓ کی زندگیوں کے حالات پڑھ کر دیکھئے۔ انہوں نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کبھی طول و طویل تقریریں نہیں کی تھیں اور نہ شعوب و قبائل کے دلوں میں ایمان کی قندیلیں روشن کرنے کے لئے الفاظ کا جادو استعمال کیا تھا۔ ان کی عملی قوت نے اقوام دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ ان کی ساری حیات میں الفاظ کی مینا کاری کہیں نہیں ملتی عمل کی قوت چونکہ ان کے الفاظ میں کارفرما تھی اس لئے دوسروں کے دلوں پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ کھوکھلے الفاظ جن کے پیچھے عمل کی قوت نہ ہو۔ انسان کو ہنگامی طور پر تو متاثر کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کے ذریعہ قوموں کی تقدیر نہیں بدل سکتی قوموں کی تقدیر کو بدلنے کے لئے پیہم عمل کی ضرورت ہے

آج کل اسلام کے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ جن میں اسلام کی خوبیاں اور محاسن بیان کئے جاتے ہیں۔ اور صحابہ رضؓ کرام کی مصائب و تکالیف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو انہوں نے اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلہ میں برداشت کیں اور کس طرح انہوں نے اپنے اخلاق و کردار سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا اسلام کی برکات پر ہر آئے دن مقررین کئی کئی گھنٹے دھواں دھار تقریریں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کا کبھی خیال ہی نہیں کرتے۔ ان تحریروں اور تقریروں کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اپنے اسلاف کے کمالات بیان کرتے وقت کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ ہم کیا ہیں اور کہاں تک ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ عمل کے بغیر نہ خود سدھر سکتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کے کردار پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

ایک شخص نے کسی کافر کو اسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا جیسا مسلمان تو میں بن نہیں سکتا۔ اور تیرے جیسا مسلمان میں بننا نہیں چاہتا۔ اس شخص کے کردار نے اس کافر کو اسلام سے متنفر کر دیا اگر صحابہؓ کرام میں سے اگر کسی شخص کو آج دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے۔ تو ہمیں دیکھ کر وہ شائد یقین ہی نہ کریں کہ ہم مسلمان ہیں۔

اسلام مکان کی نسبت مکین کی صفائی پر زیادہ زور دیتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالٰے تمہاری صورتوں اور تمہارے دلوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے اعمال اور تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ صورت کا حسن و جمال عارضی ہے جو آتا جاتا رہتا ہے۔ اور ایک نہ ایک دن مٹ جائے گا۔ دو دن بخار آئے تو سارا حسن مٹ جاتا ہے اگر بیماری نہ بھی آئے تو بڑھاپا تو ظاہری جمال کے سارے نقش و نگار زائل کر دیتا ہے۔ اگر بڑھاپا نہ بھی آئے تو موت تو ہر ایک کے لازمی ہے وہ تو ساری خوبصورتیاں مٹا کر رکھ دیتی ہیں سیرت کے بنانے کی کوشش کرو یہ جیسی بھی بنائے جائے گی دنیا میں قبر میں اور حشر میں اور اس کے بعد بھی قائم رہے گی۔

اسلام مکان کی نسبت مکین کی صفائی پر زیادہ زور دیتا ہے۔ مکان انسان کا جسم اور مکین اس میں روح ہے اگر مکان صاف ہو۔ لیکن اس میں اژدھے وغیرہ یا بازاری عورتیں اس میں ڈیرہ لگائے ہوئے ہوں۔ تو کیا کوئی شریف اور غیرت مند انسان اس کے اندر جانا یا اس میں رہنا پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسلام روح کی صفائی پر زیادہ زور دیتا ہے۔ لیکن لوگ جسم کی صفائی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ کپڑے پھٹے پرانے ہوں۔ لیکن باطن صاف ہو تو وہ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ لیکن اگر باطن سیاہ ہو۔ اور جسم بڑے فاخرہ لباس میں ملبوس ہو۔ تو وہ اللہ کے نزدیک مذموم ہے۔ آدمی کا اچھا یا بُرا ہونا اس کی سیرت پر منحصر ہے۔ نہ کہ صورت پر اور اس کی دلکشی کا اصلی راز اس کی سیرت میں پوشیدہ ہے۔ ہم صورت کے بنانے اور سنوارنے میں دن رات مصروف رہتے ہیں اس چیز کے بنانے اور سنوارنے کا کیا فائدہ جو بنی ہے بگڑنے کے لئے ہے۔ بنانا اور سنوارنا تو اس چیز کا ضروری ہے جو بن کر بگڑتی نہ ہو۔ صورت فتنہ کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور سیرت عزوجاہ کا اللہ تعالٰے کے ہاں آدمی کا رد و قبول کا ذریعہ حُسن سیرت ہے نہ کہ حسن صورت اس لئے سیرت کو بنانے اور سنوارنے کی کوشش کرو۔

مُطیع اسلام

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(پ ۸ الانعام آیت ۱۶۳)

ترجمہ۔ کہدو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

مسلمان کہتے ہیں اللہ تعالٰے کے فرمانبردار کو یعنی جو اللہ تعالٰے کی اطاعت کا حلقہ اپنے گلے میں ڈال لے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی رضا کو مدنظر رکھے۔ زندہ رہے تو اسی کے لئے مرے تو اس کے لئے فقط اتباع ہی کافی نہیں جب تک اتباع کا عملی جامہ پہن کر نہ دکھائے۔ حق تعالٰے کی رضا حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازمی ہے۔ اور جو آپ حکم دیں۔ اس کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیا جائے۔ مسلمان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالٰی کی رضا حاصل کرنے کے لئے صرف ہونا چاہئے ورنہ صرف مردم شماری کا مسلمان بننے سے اللہ کی رضا کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتی جب اللہ کی رضا حاصل نہ ہوئی تو پھر آخرت میں کامیابی کا سوال

(باقی صہ ۱۸ پر)

مجاہدوں سے

تمہیں سے اے مجاہدو! جہان کا ثبات ہے
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
تمہاری مشعلِ وفا فروغِ شش جہات ہے
تمہاری ضو سے پُر ضیا جبینِ کائنات ہے
کواکبِ بقا ہو تُم جہاں اندھیری رات ہے

یہ نکتہ بے نظیر ہے معارف و نکات میں
کہ فرق ہے تمہاری اور عوام کی ممات میں
تمہارا امتیاز ہے دوام میں ثبات میں
جُدا ہو کائنات سے تو محو اُس کی ذات میں
بقا ہے جس کی ذات کو وہ اُس خدا کی ذات ہے

مجاہدوں کے بازوئے فلک فگن عجیب ہیں
بہادروں کے پنجہ ہائے تیغ زن عجیب ہیں
یہ جسم ہائے خونچکان و بے کفن عجیب ہیں
مجاہد و شہید کے یہ بانکپن عجیب ہیں
حیات بھی حیات ہے تو موت بھی حیات ہے

زکوٰۃ دے اگر کوئی، زیادہ ہو تونگری
بکھیر دے اناج اگر تو فصل ہو ہری بھری
چھٹیں جو چند ڈالیاں نمو ہو نخلِ تاک کی
کٹیں جو چند گردنیں تو قوم کی ہو زندگی
لہو جو ہے شہید کا وہ قوم کی زکوٰۃ ہے

بلائیں جن کی قوم لے تمہیں وہ شہسوار ہو
تمہیں وہ سرفروش ہو تمہیں وہ جاں سپار ہو
تمہیں دفاع و احترامِ دیں کے ذمہ دار ہو
جو تم نہ ہو تو امن کی بِنا نہ استوار ہو
تمہاری تیغ ضامنِ نظامِ کائنات ہے

سالک

مولانا عبدالحکیم ۔ کراچی

حضرت امام مالک رح کا خط

ہاروں رشید کے نام

خلفائے عباسیہ کے نامور اور علم دوست خلیفہ ہارون رشید کو علمائے اسلام کی صحبت سے مستفیض ہونے اور ان کی نصیحتوں سے فائدہ اٹھانے کا خیال ہمیشہ رہتا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ناصحانہ خطوط تاریخ میں بڑی احتیاط سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ حضرت امام صاحب رح نے ایک مکتوب میں مندرجہ ذیل نصائح تحریر فرمائے۔

اے ہارون! جب تم کھانا کھا کر فارغ ہوا کرو تو یہ دعا پڑھا کرو:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا کر اور پانی پی کر یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔

جب تمہارے ساتھ کوئی اور شخص بھی کھانا کھاتا ہو تو تم کھانا اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اور بیچ میں سے یا اس کے سامنے سے نہ کھاؤ اور ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو کھانے کے آداب مدنظر نہیں رکھتا تھا فرمایا:۔

اُذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَلَا بِشِمَالِکَ وَلَا تَشْرَبْ بِشِمَالِکَ۔ بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔ اور نہ ہی بائیں ہاتھ سے پانی پیو۔ نیز مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

انہا اکلۃ الشیطان۔ اس طرح یعنی خلاف آداب کھانا شیطان کے کھانے کا طریقہ ہے۔

اور جہاں تک تم سے ہو سکے جمعرات کے سوا اور دن سفر نہ کیا کرو۔ مجھے حدیث پہنچی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّسَافِرَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ لَا یُسَافِرُ اِلَّا فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرمایا کرتے تھے اور کسی دن سفر نہیں کرتے تھے۔

جب تمہیں کوئی سخت مصیبت پیش آوے تو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ کہا کرو مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی سخت مصیبت میں یہی فرمایا کرتے تھے۔

جو شخص لوگوں کی برائیاں اور چغلیاں کرکے تم سے تقرب اور نزدیکی حاصل کرے تم اس سے ہمیشہ دور رہو۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَلْعُوْنٌ مَنْ لَعَنَ اَبَاہُ مَلْعُوْنٌ مَنْ لَعَنَ اُمَّہٗ مَلْعُوْنٌ مَنْ غَیَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ مَلْعُوْنٌ کُلُّ صَقَّارٍ۔ جو شخص اپنے ماں باپ کو لعنت کرے وہ ملعون ہے اور جو شخص زمینوں کے نشان کو مٹا دے۔ وہ بھی ملعون ہے اور لوگوں کی چغلیاں کھانے والا بھی ملعون ہے۔

اور اپنا کپڑا نیچے تک نہ لٹکاؤ کیونکہ خدا تعالےٰ اسے پسند نہیں کرتا۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ جَرَّ ثِیَابَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ جو کوئی فخر کرکے اپنا کپڑا نیچے لٹکائے تو خدا تعالےٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔

مخلوق کے خلاف خدا تعالیٰ کی اطاعت کرو مگر خدا کے خلاف مخلوق کی اطاعت نہ کرو۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ۔ خدا تعالےٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

جب تمہیں کوئی رنج و غم دکھ درد بھوک پیاس وغیرہ مصیبت پہنچے تو تم تین دفعہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا پڑھ لیا کرو کیونکہ جس کو اس قسم کی تکلیف پہنچتی تو آپ اس کو یہ پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔

دنیاوی مصائب و تکالیف پر صبر کیا کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ؕ بے شک صابروں کو ان کے صبر کا اجر بے حساب ملے گا۔ صبر ایمان کے لئے بمنزلہ سر کے ہے۔

کسی سے فضول بحث نہ کیا کرو۔ گو تم حق پر ہی کیوں نہ ہو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آیت کریمہ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ میں کج بحثیں بھی داخل ہیں۔

جب تمہیں کوئی دنیاوی کام درپیش آوے تو پہلے تم اس کے انجام پر غور کرو۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اِذَا ھَمَمْتَ بِاَمْرٍ مِّنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا فَتَفَکَّرْ فِیْ عَاقِبَتِہٖ فَاِنْ کَانَ رُشْدًا فَامْضِہٖ وَاِنْ کَانَ غَیًّا فَانْتَہِ عَنْہُ۔

جب تمہیں کوئی دنیاوی کام پیش آوے تو تم پہلے اس کے انجام پر غور کرو۔ اگر اس کا انجام بہتر ہے تو کر لو ورنہ اس سے باز رہو۔

خبردار کبھی تنہائی میں برہنہ نہ ہوا کرو کیونکہ بہ نسبت بندوں کے خدا تعالےٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جاوے۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لَا اُحِبُّ اَنْ یَّلِیَ بِیْ شَیْئًا مَنْ لَّا یَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ فِی الْخَلَاءِ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ جو شخص تنہائی میں خدا تعالےٰ سے حیا نہیں کرتا وہ مجھ سے قریب ہو۔

اسی طرح سے حمام یا پانی میں بدون کپڑے کے کبھی نہ جایا کرو اور اسی طرح سے کوئی دوسرا شخص بھی بدون کپڑے کے تمہارے ساتھ حمام میں نہ جائے۔ اگر ایسا اتفاق ہو جائے تو تم اس شخص کی طرف جو کہ برہنہ ہو نظر نہ کرو مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّدْخُلَ الْحَمَّامَ اِلَّا بِاِزَارٍ جو شخص خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے جائز نہیں ہے کہ بدون کپڑے کے حمام میں داخل ہو۔

اور جہاں تک ہو سکے تم دوسرے کے سلام کرنے سے پہلے سلام کرو تمہیں ایسا کرنے سے لوگوں میں فضیلت حاصل ہو گی۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں:۔

اَلسَّلَامُ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَآءِ اللّٰہِ وَضَعَہٗ فِیْکُمْ فَاَفْشُوْہُ فِیْکُمْ فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا سَلَّمَ کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔ السلام۔ اسماء الٰہی سے ہے۔ اس نے اپنے نام کو تمہیں عطا کیا ہے۔ تو تم اسے آپس میں پھیلاؤ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو سلام کرتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اپنی اولاد کو اور جو کوئی تمہاری نگرانی میں ہو اس کو بھی ادب سکھاؤ اور اچھی طرح سے ان کی تعلیم و تربیت کرو۔ حتیٰ کہ وُہ بھی تمہارے ہی اخلاق پر ہو کر تمہارے معین و مددگار بنیں۔ اور اطاعت الٰہی پر قائم رہیں — مجھے حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے۔ کُلُّ مُؤَدِّبٍ یُحِبُّ اَنْ یُّؤْخَذَ بِاَدَبِہٖ وَاِنَّ اَدَبَ اللّٰہِ ھُوَ الْقُرْاٰنُ۔ ہر ایک مؤدب سے ادب سیکھنا چاہئے اور ادب الٰہی قرآن کریم ہے۔

اور جب تم سے کوئی مشورہ کرے تو تمہیں اختیار ہے کہ تم اس سے متعلق کچھ گفتگو کرو یا صرف رائے دے کر خاموش ہو جاؤ۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَلْمُسْتَشَارُ بِالْخِیَارِ اِنْ شَآءَ تَکَلَّمَ وَاِنْ شَآءَ سَکَتَ جس شخص سے مشورہ لیا جائے۔ اسے اختیار ہے کہ وہ اس کے متعلق کچھ گفتگو کرے یا خاموش رہے، کسی کا راز افشا نہ کرو کیونکہ وہ راز اس کی امانت ہے اور اس نے تمہیں امین جان کر تمہارے پاس اس کو رکھا ہے مگر اس اس راز کا افشاء کرنا اس کے حق میں بہتر ہو تو بے شک اس کا افشا کر دو۔ اور اس کے متعلق خیرخواہی کرو۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ اِذَا اسْتَنْصَحَہٗ اَنْ یَّنْصَحَہٗ۔ ہر ایک مسلمان پر مسلمان کے حقوق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اس سے نصیحت چاہے تو چاہئے کہ یہ اسے نصیحت کرے۔

جب اطاعت و عبادتِ الٰہی سے متعلق تمہیں کوئی بات یا طریقہ معلوم ہو تو چاہئے کہ تم پر اس کا اثر پایا جاوے جب تم علم سیکھو تو اس پر عمل کرو اور اس سے وقار سکینت و حلم بردباری حاصل کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

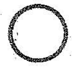
اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ۔ علماء ورثائے انبیاء علیہم السلام ہیں۔

جب تمہیں کوئی خط بھیجے تو تم اس کا جواب دو کیونکہ اس کا جواب دینا بمنزلہ سلام کے جواب دینے کے ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا۔ جب تمہیں کوئی دعا دے تو تم اس کو بہتر دعا دو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مَیں خط کا جواب دینا اپنے اوپر لازمی اور ضروری حق سمجھتا ہوں۔ جس طرح سے سلام کا جواب دینے کو ایک ضروری حق جانتا ہوں۔

حیا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ کیونکہ وہ اسلام کا ایک بڑا خلق ہے۔ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لِکُلِّ شَیْءٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ ہر ایک چیز کا ایک خلق ہے۔ اور اسلام کا خلق حیا ہے۔



- دنیا میں ہر آدمی دوسرے کو سمجھاتا ہے لیکن اپنے آپ کو سمجھانے والے بہت کم ہیں
- سچائی کی عادت وہ عمدہ ریاضت روحانی ہے جس کی بدولت سارے قوائے نفس کو قوت پہنچتی ہے۔
- غرور اور خود پرستی انسان کے جملہ محاسن پر پردہ ڈال دیتی ہے۔
- انسانی فضیلتوں میں بہت بڑی فضیلت زبان کی سچائی ہے۔
- دنیاوی عیش و آرام میں کھو کر دین سے غافل ہو جانا بدنصیبی کی انتہا ہے۔
- سچائی عزت ہے، رازداری امانت ہے، عمل تجربہ ہے، حسنِ خلق عبادت ہے اور نرمی عقلمندی ہے۔



بقیہ:۔ حضرت خالد بن ولیدؓ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کی اطلاع دی۔ اور آپ نے مسلمانوں کو نامور صحابہ کی شہادت اور حضرت خالدؓ کے ہاتھوں فتح کا حال سنایا۔ اس موقع پر آپ نے حضرت خالدؓ کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا خطاب دیا۔ (بخاری شریف)]حضرت خالدؓ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور تھکی ہوئی باقی فوج بڑی کامیابی سے مدینہ منورہ واپس لے آئے۔

فتح مکہ

حدیبیہ میں دس برس کے لئے صلحنامہ ہو گیا تھا۔ لیکن دو ہی برس میں کفار قریش نے اس معاہدہ کو توڑ ڈالا مسلمانوں کے دوست بنی خزاعہ پر حملہ کیا۔ بچوں اور عورتوں کو بڑی بے دردی سے قتل کیا۔ جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے انہیں کعبہ شریف کے اندر رکوع و سجدہ کی حالت میں قتل کیا گیا۔ ان کے کچھ لوگ بھاگ کر مدینہ منورہ پہنچے۔ اور حضرتؐ کی خدمت میں فریاد کی۔ آپ ان واقعات سے بہت متاثر ہوئے اور ظالموں کو سزا دینے کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

(۱۰ر رمضان ۸ھ) آپؐ کے ساتھ دس ہزار صحابہؓ تھے۔ بظاہر قریش میں مقابلہ کی ہمت نہ تھی۔ لیکن پھر بھی احتیاط ضروری تھی۔ ایک طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں داخل ہوئے۔ اور دوسرے راستہ سے حضرت خالدؓ کو کچھ مسلمانوں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو ایک دستہ کا امیر مقرر فرمایا۔ اور کہہ دیا کہ اگر قریش چھیڑ چھاڑ کریں تو کوئی رعایت نہ کرنا۔

حضرت خالدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ (کُدّی) سے مکہ میں داخل ہو رہے تھے۔ کہ ایک مقام پر قریش کے چند نوجوانوں نے حملہ کر دیا۔ اور دو صحابی شہید ہو گئے حضرت خالدؓ نے اس اچانک حملہ کا مستعدی سے جواب دیا۔ تیرہ لاشیں چھوڑ کر دشمن بھاگ کھڑے ہوئے — جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپؐ نے حال دریافت کیا حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ حضور دشمنوں نے پہل کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا وہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی تھی۔

بقیہ:- خطبہ جمعہ

روز کے بعد اس میں کمی آ گئی۔ بیس پچیس روز کے بعد بالکل کمی ہو گئی۔ آخر چالیس روز کے بعد عورت نے پیغام بھیجا تو اُس نے کہا اب ایک ایسے حسین محبوب سے دل لگا چکا ہوں کہ جس کے حسن کا ساری کائنات میں جواب نہیں اس لئے تیری محبت دل سے نکل چکی ہے۔

عورت نے اپنے خاوند سے اس کا تذکرہ کیا۔ خاوند نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا "صدق اللہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر" اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ نماز فحشاء و منکر سے روکتی ہے۔

ایک غلط فہمی یا فریب نفس کا ازالہ

یہاں اس مقام پر ایک غلط فہمی یا فریب نفس کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کتاب و سنت اور سلف کی تصریحات میں نماز کی جو صفت اور اس کا جو خاصہ بیان کیا گیا ہے اس سے قطعاً یہ مراد نہیں ہے کہ اگر نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے آدمی کو باز نہ رکھ سکے تو نماز کو ترک کر دیا جائے بلکہ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ مومن اپنی نمازوں میں ذکر اللہ کی وہ کیفیت پیدا کرنے کی جد وجہد کرتا رہے جو اصلاً محبوب و مطلوب ہے ترک نماز کی تو قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ نماز پنجگانہ تو پڑھنی ہی پڑے گی چاہے اس میں روح موجود ہو یا نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت میں منافقین کو بھی نماز پڑھنا پڑتی تھی۔ قرآن حکیم نے اُن کی نمازوں کی حقیقت جگہ جگہ بیان کی ہے لیکن یہ کہیں نہیں کہا کہ وہ نمازیں پڑھنا چھوڑ دیں یا وہ کیوں نمازیں پڑھتے ہیں؟

عقلاً

بھی یہ بات درست نہیں کیونکہ جب تک جسم موجود ہے توقع ہے کہ اس میں روح آ جائے اور اگر جسم ہی فنا ہو جائے تو اس کے زندہ و بیدار ہونے کا مسئلہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ایک مومن اگر فریضہ سمجھ کر نمازیں پڑھتا ہے اور بالکل غافل بھی نہ ہو تو پوری امید ہے کہ کبھی نہ کبھی اُس کی نمازوں میں وہ روح آ جائے جو مطلوب ہے۔ لیکن اگر اُس نے نماز ترک ہی کر دی تو روح پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

فریب نفس اور فریب شیطان

آپ نے بعض بے نمازوں کو اکثر یہ کہتے سنا ہوگا کہ جب میری نماز حقیقی نماز ہی نہیں ہوتی تو اٹھنے بیٹھنے کا کیا فائدہ؟

یہ بہت بڑا فریب نفس اور فریب شیطان ہے۔ مومن کو جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس فریب کے تار و پود بکھیر دینے چاہئیں۔ ورنہ یہ فریب اسے تباہ کر ڈالے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور نماز کی حقیقی روح سے متمتع ہو کر بے حیائیوں اور برائیوں سے بچنے کی طاقت و ہمت بخشے۔ آمین!

بقیہ:- مجلس ذکر

محترم حضرات! یاد رکھیں کہ اللہ کے ہاں فقط وہی نیکی قبول ہو گی جس میں اخلاص ہو۔ یعنی نماز پڑھی جائے تو فقط اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کے لئے، صدقات و خیرات کی جائے تو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے۔ خلوص کا تعلق دل سے ہے اور دل کے بھید اور اس کی ساری حقیقتیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اگر آپ کے دل میں کمزوری اور کجی ہے تو چھپ کر عبادت کریں، چھپ کر خیرات و صدقات کریں۔ اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے تزکیہ باطن کروائیں۔ اس کے لئے اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں۔ کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ تصوف ہی سے اخلاص اور نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ عبادت میں، اطاعت میں، ریاضت میں اور دوسر نیکی کے کاموں میں اخلاص (اللہ کی رضا) کو پیش نظر رکھیں۔ شریعت کی اصل جڑ ہی تصوف ہے۔ شریعت کے مطابق طریقت عین اسلام اور عین مقصود ہے۔ شریعت کے خلاف طریقت سراسر گمراہی ہے۔

اسی تزکیہ اور تصوف کی تعلیم قرآن و حدیث میں دی گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے سے یہ کمالات خود بخود پیدا ہو جاتے تھے۔ اور انسان کا مکمل طور پر تزکیہ باطن ہو جاتا تھا۔ آج ہمیں روحانی امراض سے نجات حاصل کرنے کے لئے محنتیں اور ریاضتیں کرنی پڑیں گی۔ اس کے لئے ذکر اللہ کی مجالس منعقد کرنی پڑیں گی اور نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی۔

حضرات! آج اخلاص بالعمل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر عمل کرتے وقت دیکھ لیں۔ کہ اس میں رضاء الٰہی کتنی مقصود ہے۔ اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ میرے دل میں کہیں غیبت کا مادہ تو نہیں ہے کہیں ریا، حسد اور کبر جیسی روحانی امراض میں مبتلا تو نہیں۔ روزانہ محاسبۂ نفس کر کے اپنی کمزوریوں کو سمجھیے اور ان کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔

آج الیکشن اور بڑائی کا زمانہ ہے۔ ہر ایک نیک پرہیزگار اور متقی ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو خود اپنے آپ کو بڑا اور عزت والا کہتا ہے وہ اسلام میں چھوٹا اور ذلیل ہے۔

حضرتؒ سب سے زیادہ ذکر اللہ کرنے والے تھے اور حال اُن کا یہ تھا کہ وہ سب سے زیادہ اپنے آپ کو ذلیل اور کمتر سمجھتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ دوسروں میں برائیاں ہوں نہ ہوں۔ دوسرے گناہ کریں نہ کریں۔ مجھ میں کیوں ہوں۔ میرے اوپر تو ۴۰ سال اللہ والوں کی نظر رہی۔ اُن بے چاروں پر تو ایک دن بھی کسی اللہ والے نے نظر نہیں کی۔

ہمارا حال یہ ہے کہ اپنی کمزوریوں کی طرف بالکل توجہ نہیں اور دوسروں کی ہزار برائیاں نظر آتی ہیں۔

حضرات! اپنے متعلق کبھی نیک گمان نہ رکھیں اور دوسرے کے متعلق کبھی بدگمانی نہ رکھیں۔ اگر آپ کو اخلاص کی دولت نصیب ہو گئی اور روحانی امراض سے نجات حاصل ہو گئی تو پھر آپ کا مجلس ذکر میں آنا۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ عبادت و ذکر اور صدقات و خیرات کرنا کام آئے گا ورنہ یہ سب عبادات برباد ہو جائیں گی۔ اگر انسان روحانی امراض میں مبتلا ہے اور اخلاص کی توفیق نہیں تو نیک اعمال کرنے ایسے ہیں جیسے اندھی پیہندی گئی تو کتی کھاندی گئی۔

میں پہلے اپنے کو اور پھر آپ کو وعظ و نصیحت کرتا ہوں۔ اپنے نفس کا معائنہ اور جائزہ کیجیے۔ دل کو ٹٹولیں کہ اخلاص کتنا ہے اور ریا کتنی ہے۔ اور اسی طرح دوسرے امراض کس درجہ کی ہیں۔ ان کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کیجیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ اسلام اور مسلمان ص۱۳ سے آگے

ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب ہمارا نام مسلم رکھا گیا ہے تو ہمیں اس نام کی لاج رکھنی چاہئے۔ اور ہر چھوٹے بڑے کام میں دین کا ہو یا دنیا کا اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اگر ہم اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل نہ کریں۔ نہ نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں نہ زکوٰۃ دیں خوشی اور غمی میں بات بات پر شریعت الہٰی کی مخالفت کرتے چلے جائیں تو ایمانداری سے سوچ کر بتایئے کہ کیا یہ مسلمانوں کے کام ہیں کیا فرمانبرداری اسی کا نام ہے۔ یاد رکھو قیامت کے دن پرسش ہوگی۔ وہاں حسب ونسب اور خاندان نہیں پوچھا جائے گا۔ وہاں تو یہ پوچھا جائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کہاں تک کی تھی اللہ تعالےٰ ہمیں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ پر عملدرآمد کی توفیق دے۔ یاد رکھو اللہ تعالےٰ کو فراموش کر دینے سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں ہے۔

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا

کا سالانہ اجلاس

۱۰ر ۱۱ر ۱۲ر جمادی الاول ۱۳۸۴ھ مطابق

۱۷ر ۱۸ر ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

اسمائے گرامی علمائے کرام

۱۔ جامع شریعت وطریقت حضرت الحاج حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ ۲۔ خطیب امت حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی۔ ۳۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور جانشین حضرت مولانا احمد علی صاحب رحؒ مفسر لاہوری ۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد سرگودھا ۵۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ملتان ۶۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری خانپور ۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد محمود صاحب۔ ممبر قومی اسمبلی پاکستان۔ ۸۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب ایم اے پروفیسر لاہور۔ ۹۔ جامع المعقول والمنقول مناظر اسلام حضرت مولانا خدا بخش صاحب دہلوی رئیس المدرسین مدرسہ ہذا ۱۰۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب قلعہ گوجر سنگھ لاہور ۱۱۔ حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب خطیب راولپنڈی کرتار پورہ ۱۲۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب خطیب ساہی وال۔ ۱۳۔ شاعر ختم نبوت الحاج سید امین گیلانی صاحب ۱۴۔ شاعر احرار حافظ محمد یوسف آزاد سرگودھا۔

ناظم اجلاس:۔ مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم رجسٹرڈ سرگودھا مغربی پاکستان

قصور کس کا؟

خط وکتابت کرتے وقت اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔ اکثر اوقات غلط پتہ کی وجہ سے پیکٹ واپس آجاتے ہیں بلکہ شکایتی خطوط پر بھی شکایت کنندہ اپنا پتہ پورا اور صحیح لکھنا گوارا نہیں کرتے۔ لہٰذا عدم تعمیل کی شکایت بالکل بے جا ہوتی ہے آئندہ صحیح پتہ نہ لکھنے والے حضرات تعمیل کی امید نہ رکھیں۔

خادم دفتر

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

کا

پروگرام

جمعہ ۹ راکتوبر ۱۹۶۴ء:۔ بعد از نماز جمعہ عازم واہ کینٹ ہوں گے قیام محترم عثمان غنی صاحب کے ہاں ۱۹E/۱۰۰ میں ہوگا۔

ہفتہ ۱۰ راکتوبر:۔ واہ کینٹ سے بعد از نماز ظہر راولپنڈی روانہ ہوں گے۔ نماز مغرب کے بعد محلہ امام باڑہ مسجد قاضی نظام الدین میں مجلس ذکر کرائیں گے۔ نماز عشاء کے بعد مدرسہ تعلیم الفرقان مری حسن راولپنڈی کے سالانہ جلسہ میں شمولیت فرمائیں گے۔

اتوار ۱۱ راکتوبر:۔ بعد از نماز ظہر راولپنڈی سے مری روانہ ہوں گے ۱۱۔۱۲ راکتوبر کو آپ کا قیام مری میں ہوگا۔

منگل ۱۳ راکتوبر:۔ مری سے لاہور روانہ ہوں گے۔

(حاجی) بشیر احمد

اعتذار

۷ راگست ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں "کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے" کے عنوان سے قابل اعتراض سطور سہو نظر سے شائع ہوگئی ہیں جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

(نائب مدیر)

اطلاع

ضلع گوجرانوالہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق ایک شخص مسمی محمد رفیق ہمارے مدرسہ رحیمیہ حسینیہ کلورکوٹ ضلع میانوالی کی رسیدات چھپوا کر چندہ وصول کر رہا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ ہمارے مدرسہ ہذا کا کوئی سفیر نہیں ہے۔ کہیں پکڑا جائے تو پولیس کے حوالہ کر دیا جائے۔

سراج الدین مدرس مدرسہ رحیمیہ حسینیہ کلورکوٹ

راولپنڈی میں

ملفوظات طیبات حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہ اور انجمن خدام الدین لاہور کی دیگر مطبوعات

ملنے کا پتہ

قاری محمد دین (صاحب) نگران مکتبہ و مدرسہ تعلیم الفرقان نزد ٹال افغاناں مری حسن راولپنڈی

تلقین مرشد کامل اردو

نایاب کتاب

مصنفہ حضرت محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ بخارا شریف

منازل سلوک وتصوف پر بیسیوں بزرگان دین اور مشائخ عظام نے کافی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ مگر حقیقت کی بات یہی ہے کہ اس اہم مضمون پر تلقین مرشد کامل اپنے وقت کی بہترین کتاب ہے تلقین مرشد کامل کی دسویں صدی ہجری میں فارسی زبان میں حضرت محمد صادق رحؒ نے بخارا شریف کے علاقہ فرغانہ میں تصنیف کیا یہ کتاب بخارا شریف میں جو نہایت مردم خیز علاقہ ہے نہایت مقبول ہوئی اسکے قلمی نسخے گھر گھر نقل کئے گئے لوگ اس کتاب کو سینے سے لگا کر رکھتے تھے اسکا ترجمہ اردو زبان میں ہم پیش کر رہے ہیں۔ کرنا ٹلی سفید کاغذ مضبوط جلد ۲۵۲ صفحات رعایتی ہدیہ:۔ تین روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ:۔ شیخ محمد بشیر اینڈ سنز بک سیلرز اردو بازار لاہور

بچوں کا صفحہ

جانوروں سے کام تو خوب لینا مگر ــــ اُن کے کھانے پینے میں بُخل کرنا

حاجی کمال الدین ۔ لاہور

جو لوگ جانوروں کو پالتے ہیں اُن کی ذمہ داری بڑی سخت ہے ۔ کہ وہ بے زبان جانور اپنی ضروریات کو ظاہر بھی نہیں کر سکتے ۔ ایسی حالت میں ان کے کھانے پینے کی خبر گیری بہت اہم اور ضروری ہے ۔ اس میں بُخل سے کام لینا اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے تیار کرنا ہے ۔ بہت سے آدمی جانوروں کے پالنے کا تو بڑا شوق رکھتے ہیں لیکن ان کے گھاس دانے پر خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون بارہا نقل کیا گیا کہ ان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو ۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے ۔ راستہ میں ایک اونٹ نظرِ اقدس سے گزرا جس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا (بھوک کی وجہ سے یا دُبلے پن کی وجہ سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان بے زبانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو ۔ ان کی اچھی حالت میں ان پر سوار ہوا کرو ۔ اور اچھی حالت میں ان کو کھایا کرو ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ استنجے کے لئے جنگل تشریف لے جایا کرتے اور کسی باغ میں یا کسی ٹیلے وغیرہ کی آڑ میں ضرورت سے فارغ ہوتے ۔ ایک مرتبہ اس ضرورت سے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بیڑانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ (ایک معروف چیز ہے کہ ہر مصیبت زدہ کا کسی غم خوار کو دیکھ کر دل بھر آتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے ۔ اس کے کانوں کی جڑ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا جس سے وہ چپکا ہو گیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کا مالک کون ہے ۔ ایک انصاری تشریف لائے اور عرض کیا کہ میرا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ تم اس اللہ سے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے ڈرتے نہیں ہو ۔ یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو ۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھے کو دیکھا کہ اس کے منہ پر داغ دیا گیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اب تک یہ معلوم نہیں کہ میں نے اُس شخص پر لعنت کی ہے جو جانور کے منہ پر داغ دے یا منہ پر مارے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ جس کی روزی اپنے ذمہ ہے اس کو ضائع کرے ۔ اسی لئے اگر کسی جانور کو اپنی کسی ضرورت سے روک رکھا ہے تو اس کے کھانے میں کنجوسی کرنا اور یہ سمجھنا کہ کون جانے کس کو خبر ہو گی ۔ اپنے اوپر سخت ظلم ہے ۔ جاننے والا سب کچھ جانتا ہے اور لکھنے والے ہر چیز کی رپورٹ لکھتے ہیں چاہے کتنی ہی مخفی کی جائے اور یہ آفت بُخل سے آتی ہے کہ جانوروں کو اپنی ضرورت سے سواری کی ہو یا کھیتی کی یا دودھ کی ہو یا کوئی اور کام لینے کی پالتے ہیں لیکن کنجوسی سے ان پر پیسہ خرچ کرتے ہوئے دم نکلتا ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ دونوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ ایک عورت کو اس پر عذاب کیا گیا کہ اس نے ایک بلّی کو باندھ رکھا تھا جو بھوک کی وجہ سے مر گئی ۔ نہ تو اس نے اس کو کھانے کو دیا نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانوروں (چوہے وغیرہ) سے اپنا پیٹ بھر لیتی ۔

ملفوظاتِ طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مَیں اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں ۔ بلکہ اس طریقِ تعلیم کا مخالف ہوں ۔ اور اس تعلیم کے زہریلے اثرات سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو قرآن کی تعلیم دی جائے ۔ اگر آپ استاد رکھ کر ان کو قرآن کی تعلیم نہیں دلا سکتے تو ان کو چھٹیوں میں درس ہی میں لائیے ۔ جمعہ میں بارہ ماہ برابر لائیے ۔ لڑکوں کو جمعرات کے دن مجلس ذکر میں لائیے ۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو سکولوں اور کالجوں میں ایمان نہیں سکھایا جاتا اب تو ان کو آپ مغربی تعلیم دلا کر خوش ہوتے ہیں مگر قیامت کے دن آپ روئیں گے مَیں چونکہ اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں اس لئے ۲۵ سال سے مَیں انجمن حمایت اسلام کی بہت سی کمیٹیوں کا ممبر ہوں مَیں کالج کمیٹی کا بھی رکن ہوں ۔ مَیں اتنی ترمیم چاہتا ہوں کہ اس تعلیم کے ساتھ دین کی بھی تعلیم ہونی چاہئے انگریز کے زمانہ میں ہمیں شطرنج سیاست پر کھیلنے کے لئے ہندو اور سکھ کے مقابلہ میں ایم ، اے ، پی ، ایچ ، ڈی بیرسٹر ، ڈاکٹر اور انجنیئر وغیرہ کی ضرورت تھی ۔ اب وہ بے ایمان نہیں ہے تو بھی ہم کو ان کی جگہ پُر کرنے کے لئے ان ماہرین کی ضرورت پڑے گی ۔ میری شکایت ان احباب کے متعلق ہے جو اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف متوجّہ نہیں ہوتے ۔ اس لئے دینداروں کے گھروں میں بے دینی عام ہو رہی ہے ۔

نماز قائم کرو